﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد 21 | جمعۃ المبارک 21/ مارچ 2014ء | 20/ جمادی الاوّل 1435 ہجری قمری ❁ 21/ امان 1393 ہجری شمسی | شمارہ 12

اخلاق فاضلہ

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جہاں بھی تم ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اگر کوئی بُرا کام کر بیٹھو تو اس کے بعد نیک کام کرنے کی کوشش کرو یہ نیکی اس بدی کو مٹا دے گی۔ اور لوگوں سے خوش اخلاقی اور حسن سلوک سے پیش آؤ۔

(ترمذی کتاب البر و الصلة باب فی معاشرة الناس حدیث نمبر 1919)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

قرآن شریف میں جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے اور اسی طرح سے دونو ناموں کے متعلق جتنی پیشگوئیاں ہیں وہ ہمارے ہی متعلق ہیں۔

یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعویٰ کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خدا تعالیٰ ہی کی گواہی سے سچے ٹھہرا کرتے ہیں۔

جس دعویٰ کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے اور خدا کے مؤاخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی

مَیں کوئی نئی بات نہیں لایا اور نہ ہی مَیں نے کوئی نئی شریعت قائم کی ہے۔ مَیں اسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے تھے اور میری سچائی دعویٰ کے لئے بھی منہاج نبوت پر ہی نشان موجود ہیں۔

’’منجملہ اور علامات کے جو ہمارے آنے کے واسطے اللہ اور رسول کی کتابوں میں مندرج ہیں ایک اونٹوں کی سواریوں کا معطّل ہو جانا بھی ہے۔ چنانچہ اس مضمون کو قرآن شریف نے بالفاظ ذیل تعبیر کیا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر:5) اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ وَلَیُتْرَکُنَّ الْقِلَاصُ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْھَا۔ اب سوچنے والے کو چاہئے کہ ان امور میں جو آج سے تیرہ سو برس پہلے خدا اور اس کے رسول کے منہ سے نکلے اور اِس وقت وہ الفاظ بڑی شان اور شوکت سے پورے ہو کر اپنے کہنے والوں کے جلال کا اظہار کر رہے ہیں۔ دیکھئے اب اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے کیسے کیسے سامان پیدا ہو رہے ہیں حتیٰ کہ حجاز ریلوے کے تیار ہو جانے پر مکّہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے سفر بھی بجائے اونٹ کے ریل کے ذریعہ ہوا کریں گے اور اونٹنیاں بیکار ہو جاویں گی۔

رہی یہ بات کہ ان پیشگوئیوں کو مسیح موعود کے لفظ سے کیا تعلق ہے کیونکہ قرآنِ شریف میں تو مسیح موعود کا نام کہیں نہیں آیا۔ سو اس کے واسطے یاد رکھنا چاہئے کہ ہم خاتم الخلفاء ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور خاتم الخلفاء کا قرب قیامت کے وقت ظہور ہونے کا وعدہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ پھر ہمیں بار بار بذریعہ الہام الٰہی اس امر کی بھی اطلاع دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بھی ہمارا ہی نام رکھا ہے جس کے آنے کے متعلق احادیث میں وعدہ تھا۔ یاد رکھو کہ جو شخص احادیث کو ردّی کی طرح پھینک دیتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلام کا بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ جو بغیر مدد احادیث ادھورا رہ جاتا ہے۔ جو کہتا ہے کہ مجھے احادیث کی ضرورت نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔

پس قرآن شریف میں جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے اور اسی طرح سے دونو ناموں کے متعلق جتنی پیشگوئیاں ہیں وہ ہمارے ہی متعلق ہیں۔ خلیفہ کہتے ہیں پیچھے آنے والے کو۔ اور کامل وہ ہے جو سب سے پیچھے آوے۔ اور ظاہر ہے کہ جو قربِ قیامت کے وقت آوے گا وہی سب سے پیچھے ہوگا۔ لہٰذا وہی سب سے اکمل اور افضل ہوا۔ صرف تغیر الفاظ ہی ہے۔ قرآنِ شریف نے خلیفہ کے لفظ سے پکارا ہے اور حدیث میں اس کو مسیح موعود کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔

رہا یہ کہ ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت کیا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور ماموروں کا ہوتا رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعویٰ کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خدا تعالیٰ ہی کی گواہی سے سچے ٹھہرا کرتے ہیں۔ دعویٰ تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی۔ اور نفسِ دعویٰ کرنے میں تو دونوں یکساں ہیں مگر ان میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے۔

بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا؟ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا؟ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی؟ پھر حضرت موسیٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے؟ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہو سکتی ہے۔ صرف دعویٰ بلا دلیل صدق کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس دعویٰ کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے اور خدا کے مؤاخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔

مَیں کوئی نئی بات نہیں لایا اور نہ ہی مَیں نے کوئی نئی شریعت قائم کی ہے۔ مَیں اسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے تھے اور میری سچائی دعویٰ کے لئے بھی منہاج نبوت پر ہی نشان موجود ہیں۔ مَیں نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابھی ایک تازہ کتاب ’حقیقۃ الوحی‘ مَیں نے لکھی ہے اس کا مطالعہ کر کے دیکھ لیا جاوے کہ کس قدر نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید کے واسطے ظاہر فرمائے۔ کیا یہ کسی جھوٹے کے واسطے بھی دکھائے جاتے ہیں؟

دیکھو بعض انبیاء صرف ایک ہی معجزہ سے صادق قبول کر لئے گئے۔ مگر یہاں تو ہزاروں نشان موجود ہیں۔ پھر ہم اگر کسی نئے دین کا دعویٰ کرتے، کتاب اللہ کے خلاف کوئی نیا حکم اپنی طرف سے بیان کرتے، سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کمی بیشی کرتے یا ان کو منسوخ کرنے کا دعویٰ کرتے، نماز، روزہ اور حج کے مسائل میں کوئی تغیّر تبدّل کرتے تو اس قسم کا کوئی دغدغہ اور شک وشبہ بھی بجا تھا۔ مگر ہم تو کہتے ہیں کہ کافر ہے وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ذرّہ بھر بھی اِدھر اُدھر ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع سے روگردانی کرنے والا ہی ہمارے نزدیک جب کافر ہے تو پھر اس شخص کا کیا حال جو کوئی نئی شریعت لانے کا دعویٰ کرے یا قرآن اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تغیّر تبدّل کرے یا کسی حکم کو منسوخ جانے۔ ہمارے نزدیک تو مومن وہی ہے جو قرآن شریف کی سچی پیروی کرے اور قرآن شریف ہی کو خاتم الکتب یقین کرے اور اسی شریعت کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں لائے تھے اسی کو ہمیشہ تک رہنے والی مانے اور اس میں ایک ذرّہ بھر اور ایک شوشہ بھی نہ بدلے اور اس کی اِتباع میں فنا ہو کر اپنا آپ کھو دے اور اپنے وجود کا ہر ذرّہ اسی راہ میں لگائے عملاً اور علماً اس کی شریعت کی مخالفت نہ کرے تب پکّا مسلمان ہوتا ہے۔ البتہ ہمارے اوپر جو کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم نے کسی نئی اور تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ مکالمہ مخاطبہ کی کثرت کیا بلحاظ کمیّت اور کیا بلحاظ کیفیت کی وجہ سے نبی کہا گیا ہے۔ اب اس مجلس میں اگر کوئی صاحب عبرانی یا عربی سے واقف ہے تو وہ جان سکتا ہے کہ نبی کا لفظ نَبَأَ سے نکلا ہے اور نَبَأَ کہتے ہیں خبر دینے کو۔ اور نبی کہتے ہیں خبر دینے والے کو۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے۔ چنانچہ قرآنِ شریف میں ہے اَنْبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ھٰؤُلَآءِ (البقرة:32) اصل میں ہماری اور ان لوگوں کی نزاع صرف لفظی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 553 تا 555 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرتِ طیّبہ کے چند پہلو

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری سالوں میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ''ذکرِ حبیب'' کے عنوان کے تحت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلو اور حضور کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات نہایت اچھوتے انداز میں بیان فرمائے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تصنیف بعنوان ''سیرتِ طیبہ'' میں سے چند واقعات کا انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو آپؑ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محبتِ الٰہی

☆......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں خدا کی محبت اتنی رچی ہوئی اور اتنا غلبہ پائے ہوئے تھی کہ اس کے مقابل پر ہر دوسری محبت ہیچ تھی اور آپؑ اس ارشادِ نبوی کا کامل نمونہ تھے کہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ (ابو داؤد و مسند احمد) یعنی سچّے مومن کی ہر محبت اور ہر ناراضگی خدا کی محبت اور خدا کی ناراضگی کے تابع اور اُسی کے واسطے سے ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی ایک فارسی نظم میں خدا کی حقیقی محبت کا پیمانہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ ؎

ہر چہ غیرِ خدا بخاطرِ تُست
آں بُتِ تُست اے بایماں سست

پُر حذر باش زیں بُتانِ نہاں
دامنِ دل زِ دستِ شاں برہاں

یعنی جو چیز بھی خدا کے سوا تیرے دل کا ایک بُت ہے تجھے چاہئے کہ ان مخفی بتوں کی طرف سے ہوشیار رہ اور اپنے دِل کے دامن کو اِن بتوں کی دست بُرد سے بچا کر رکھ۔

....

محبت قرآن مجید

☆......قرآن مجید سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کے بے نظیر معنوی اور ظاہری محاسن کی وجہ سے بے حد عشق تھا۔ مگر باوجود اس کے قرآنی محبت کی اصل بنیاد بھی خدا ہی کی محبت پر قائم تھی۔ فرماتے ہیں:

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

''یعنی قرآن کی خوبیاں تو ظاہر و عیاں ہیں مگر اس کے ساتھ میری محبت کی اصل بنیاد اس بات پر ہے کہ اے میرے آسمانی آقا! وہ تیری طرف سے آیا ہوا مقدس صحیفہ ہے جسے بار بار چومنے اور اس کے اردگرد طواف کرنے کے لئے میرا دل بے چین رہتا ہے۔'' (سیرۃ المہدی حصّہ دوم)

ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جارہے تھے (اور یہ سفر پالکی کے ذریعہ قریباً پانچ گھنٹے کا تھا) حضرت مسیح موعودؑ نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورۂ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک وسیع سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ اپنے ازلی محبوب کی محبت و رحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصّہ دوم)

....

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

☆......ایک دفعہ بالکل گھریلو ماحول کی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور آپؑ گھر میں چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور حضرت امّاں جان نوّر اللہ مرقدہا اور ہمارے نانا جان یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم بھی پاس بیٹھے تھے کہ حج کا ذکر شروع ہوگیا۔ حضرت نانا جان نے کوئی ایسی بات کہی کہ اَب تو حج کے لئے سفر اور رستے وغیرہ کی سہولت پیدا ہو رہی ہے حج کو چلنا چاہئے۔ اس وقت زیارتِ حرمین شریفین کے تصوّر میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپؑ اپنے ہاتھ کی اُنگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ حضرت نانا جان کی بات سُن کر فرمایا:

''یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر مَیں سوچا کرتا ہوں کہ کیا مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا؟''

یہ ایک خالصۃً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اس اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو **عشقِ رسولؐ** کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے قلبِ صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کس سچّے مسلمان کو خواہش نہیں مگر ذرا اُس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصوّر میں پروانہ وار رسول پاکؐ (فداہ نفسی) کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور وہاں اس کی آنکھیں اِس نظارہ کی تاب نہ لاکر بند ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔

....

محبت آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

☆......رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کی آل و اولاد اور آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرّم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعودؑ اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے آپؑ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلّمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ''آؤ مَیں تمہیں محرّم کی کہانی سُناؤں''۔ پھر آپؑ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپؑ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؑ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اِس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپؑ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:

''یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔''

اس وقت آپؑ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصوّر سے آپؑ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسولِ پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا۔ چنانچہ اپنی ایک نظم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

....

شفقت علیٰ خلقِ اللہ

☆......شفقت علیٰ خلقِ اللہ کے تعلق میں سب سے پہلے میرے سامنے وہ مقدّس عہد آتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدائی حکم کے ماتحت ہر بیعت کرنے والے سے لیتے تھے اور اسی پر جماعتِ احمدیہ کی بنیاد قائم ہوئی۔ یہ عہد دس شرائطِ بیعت کی صورت میں شائع ہو چکا ہے اور گویا یہ احمدیت کا بنیادی پتھر ہے۔ اس عہد کی شرط نمبر 4 اور شرط نمبر 9 کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ ہر بیعت کرنے والا عہد کرے کہ ''عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصًا اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اَور طرح۔'' اور ''عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔''

یہ وہ عہدِ بیعت ہے جو احمدیت میں داخل ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی حکم کے ماتحت مقرر فرمایا اور جس کے بغیر کوئی احمدی سچّا احمدی نہیں سمجھا جاسکتا۔ اب مقامِ غور ہے کہ جو شخص اپنی بیعت اور اپنے روحانی تعلق کی بنیاد ہی اِس بات پر رکھتا ہے کہ بیعت کرنے والا تمام مخلوق کے ساتھ دلی ہمدردی اور شفقت کا سلوک کرے گا اور اُسے ہر جہت سے فائدہ پہنچانے کے لئے کوشاں رہے گا اور اُسے کسی نوع کی تکلیف نہیں دے گا۔ اُس کا اپنا نمونہ اِس بارے میں کیسا اعلیٰ اور کیسا شاندار ہونا چاہئے۔ اور خدا کے فضل سے ایسا ہی تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بارہا فرمایا کرتے تھے کہ میں کسی شخص کا دشمن نہیں ہوں اور میرا دل ہر انسان اور ہر قوم کی ہمدردی سے معمور ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدۂ مہربان اپنے بچّوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچّائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔''

....

☆......آپؑ کی زندگی کا ہر لحہ مخلوقِ خدا کی ہمدردی میں گزرتا تھا اور دیکھنے والے حیران ہوتے تھے کہ خدا کا یہ بندہ کیسے ارفع اخلاق کا مالک ہے کہ اپنے دشمنوں تک کے لئے حقیقی ماؤں کی سی تڑپ رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو آپؑ کے مکان ہی کے ایک حصّہ میں رہتے تھے اور بڑے ذہین اور نکتہ رس بزرگ تھے، روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دَور دَورہ تھا اور بے شمار آدمی ایک ایک دن میں اِس موذی مرض کا شکار ہو رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محوِ حیرت ہوگئے۔ حضرت مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ

''اِس دعا میں آپؑ کی آواز میں اِس قدر درد اور سوزش تھی کہ سُننے والے کا پِتّہ پانی ہوتا تھا۔ اور آپؑ اِس طرح آستانۂ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زِہ سے بے قرار ہو۔ مَیں نے غور سے سنا تو آپؑ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ 'الٰہی! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا'۔''

ذرا غور کرو کہ آپؑ کے مخالفوں پر ایک عذابِ الٰہی نازل ہو رہا ہے اور عذاب الٰہی بھی وہ جو ایک خدائی پیشگوئی کے مطابق آپؑ کی صداقت میں ظاہر ہوا ہے اور پیشگوئی بھی ایسی جس کے ٹلنے سے جلد باز لوگوں کی نظر میں آپ کی صداقت مشکوک ہوسکتی ہے۔ مگر پھر بھی آپؑ مخلوقِ خدا کی ہلاکت کے خیال سے بے چین ہوئے جاتے ہیں اور خدا کے سامنے تڑپ تڑپ کر عرض کرتے ہیں کہ خدایا! تُو رحیم و کریم ہے تُو اپنی مخلوق کو اِس عذاب سے بچا لے اور ان کے ایمان کی سلامتی کے لئے اپنی جناب سے کوئی اَور رستہ کھول دے۔

....

☆......ہمارے بڑے ماموں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم نے میری تحریک پر حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق و اوصاف کے متعلق ایک مضمون لکھا تھا۔ اِس مضمون میں وہ فرماتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت رؤف و رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اَشْجَعُ النَّاس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جبکہ لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیرِ نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو، چشم پوشی، فیّاضی، خاکساری، وفاداری، سادگی، عشقِ الٰہی، محبتِ رسولؐ، ادبِ بزرگانِ دین، ایفاءِ عہد، حُسنِ معاشرت، وقار، غیرت، ہمّت، اولوالعزمی، خوش روئی اور کشادہ پیشانی آپ کے ممتاز اخلاق تھے......مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُس وقت دیکھا جب مَیں دو برس کا بچّہ تھا۔ پھر آپ میری اِن آنکھوں سے اُس وقت غائب ہوئے جب مَیں 27 سال کا جوان تھا۔ مگر مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خوش اخلاق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا، آپ سے زیادہ اللہ اور رسولؐ کی محبت میں غرق رہنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نُور تھے جو انسانوں کے لئے دُنیا پر ظاہر ہوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اِس زمین پر برسی اور اُسے شاداب کرگئی۔''

یہی میری بھی چشم دید شہادت ہے اور اِسی پر مَیں اپنے اِس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ وَ عَلٰی مُطَاعِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر290

مکرم محمد العواصی صاحب (1)

مکرم محمد العواصی صاحب لکھتے ہیں:

میری پیدائش 1982ء میں مراکش میں ہوئی۔ میرا تعلق ایک متدیّن گھرانے سے ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مجھے علوم اسلامیہ اور مختلف مسائل کے بارہ میں جاننے کا بہت شوق تھا۔ اس کے لئے نوجوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی میں نے مختلف ٹی وی چینلز پر پیش کئے جانے والے دینی پروگرام اور مولویوں کے لیکچرز کو پابندی کے ساتھ دیکھنا اور سننا شروع کردیا۔

امام مہدی کا شدت کے ساتھ انتظار

مروجہ عقائد کی وجہ سے نیز زمانے کے حالات کو دیکھ کر مَیں بھی امام مہدی کی آمد کا منتظر تھا، بلکہ مختلف مولویوں کے خطابات سننے کے دوران یہ بھی سوچا کرتا تھا کہ شاید ان میں سے ہی کوئی امام مہدی بن کر مبعوث ہوجائے گا۔

ان تمام مولوی حضرات میں سے ایک مشہور مولوی صاحب مجھے بہت پسند تھے۔ ایک روز انہوں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر لیکچر دیا جسے سن کر میں اس قدر متاثر ہوا کہ اپنے دل میں یہ کہنا شروع کردیا کہ اگر یہ شخص امام مہدی ہونے کا اعلان کرے تو میں سب سے پہلے اس پر ایمان لے آؤں گا۔

الغرض جوانی کے ان دنوں میں ہی بفضلہ تعالیٰ مجھے صحیح راستے کی تلاش اور حق پانے کی پیاس لگ گئی تھی۔ انہی ایام میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل رہا ہوں۔ ایسے میں ایک سیاہ رنگ کی کار آتی ہے جس میں سے دو شیطان صورت شخص نمودار ہوتے ہیں اور خوفناک طریق پر قہقہے لگا کر ہنسنا شروع کردیتے ہیں۔ میرے دوست تو ڈر کر بھاگ جاتے ہیں، مَیں بھی بھاگنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن میرے پاؤں زمین کے ساتھ چپک کر رہ جاتے ہیں۔ میری بےبسی دیکھ کر وہ ایک بار پھر خوفناک قہقہہ بلند کرتے ہیں۔ لیکن اسی وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر تشریف لے آتے ہیں جنہیں دیکھ کر یہ دونوں شیطان بہت خوفزدہ ہوجاتے ہیں۔ آپؐ میری طرف اشارہ فرماتے ہوئے انہیں کہتے ہیں کہ اسے چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ جلدی جلدی گاڑی میں سوار ہوکر وہاں سے غائب ہوجاتے ہیں۔ ان کے جانے کے بعد مجھے وہاں قریب ہی ایک مسجد کا گنبد نظر آتا ہے اور مَیں نماز ادا کرنے کے لئے اس کی جانب چلا جاتا ہوں۔

اس خواب سے مجھے امید تھی کہ خدا تعالیٰ اپنی خاص عنائت سے مجھے ہدایت عطا فرمائے گا۔

احمدیت سے تعارف

مَیں ایک کمپنی میں ملازمت کرتا تھا۔ ایک روز مجھے اپنے ایک ساتھی کے بارہ میں پتہ چلا کہ وہ احمدی ہے۔ مَیں نے کبھی احمدیت کا نام بھی نہ سنا تھا اس لئے یہ خبر میری زیادہ توجہ کا مرکز نہ بنی۔ چند ایام کے بعد اسی کمپنی میں کام کرنے والی ایک خاتون نے مجھے بتایا کہ یہ احمدی شخص ایک ہندی نبی کو مانتا ہے، ان کی نماز ہماری نماز سے مختلف ہے اس لئے یہ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ {یہ دوست مکرم عبدالعزیز جمودی صاحب ہیں جن کی بیعت کا واقعہ گزشتہ قسط میں پیش کیا جاچکا ہے۔ (ندیم)}

یہ باتیں سن کر میں سخت متعجب ہوا کہ ہمارے ملک میں بھی اس قسم کے عقائد کے حامل لوگ آن بسے ہیں۔ مَیں نے یہ معلومات دینے والی خاتون سے بڑے اعتماد کے ساتھ کہا کہ میں اس شخص کو سیدھے راستے کی طرف واپس لاؤں گا۔ خاتون نے کہا کہ تم سے پہلے بھی کافی لوگ اس کو واپس لانے کی کوشش کرچکے ہیں یہاں تک کہ اسے بعض مولویوں کے پاس بھی لے کے جاچکے ہیں لیکن کسی کو کوئی کامیابی نہیں ملی۔ مَیں نے کہا کہ میں کوشش کرکے دیکھتا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ یہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے اور اپنے ہندی نبی کو ان پر فضیلت دیتا ہے۔ لہٰذا مَیں عظمتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں اسے لیکچر دوں گا اور اسے اس کی غلطی کا احساس ہوجائے گا۔

مَیں نے اس سے ڈائریکٹ بات کرنے سے قبل اس کے نقطۂ نظر کے متعلق کچھ اندازہ کرنے کے لئے دیگر ساتھیوں کے ساتھ اس کی گفتگو سنی۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شدید محبت کرتا ہے بلکہ آپؐ کے ذکر پر ہمیشہ درود و سلام بھیجتا ہے۔

بہرحال پھر وہ دن بھی آ گیا جب ہماری گفتگو کا آغاز ہوا۔ شروع میں ہماری بات مختلف آیات کی تفسیر کے بارہ میں ہوئی۔ مَیں قرآن کریم کی لفظی تفسیر کا قائل تھا اس لئے اس احمدی کی تفسیر مجھے حقیقت سے بہت دُور معلوم ہوئی۔ لیکن عمیق معارف کے اعتبار سے وہ تفسیر بہت اعلیٰ تھی۔ مَیں تو اس سے گفتگو کرکے اسے واپس لانے کا عزم لے کر نکلا تھا لیکن اس کی علمی تفاسیر سننے کے بعد مجھے اپنی کمزوری کا احساس ہونے لگا اور میں اس سے ملنے کی بجائے اس سے بات کرنے سے بھی کترانے لگا۔ گو میرے سب ساتھیوں نے بھی مجھے اس احمدی سے بات نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن اس کی بتائی ہوئی مختلف آیات کی تفسیر پر غور کرنے کے کچھ عرصہ بعد ہی مجھے ان معارف کے جاننے کی لَو لگ گئی اور مَیں دوستوں کی مخالفت کے باوجود اس احمدی کے پاس بیٹھنے اور اس کی باتیں سننے کے لئے موقع کی تلاش میں رہنے لگا۔ ہماری گفتگو کے دوران ہی میرے دوست دُور سے چھپ چھپ کر مجھے اشارے کرتے کہ اس سے علیحدہ ہو جاؤ، اور بعض ہمارے قریب کھڑے ہوکر ہماری بات ختم ہونے کا انتظار کرتے، پھر جونہی ہماری بات ختم ہوتی تو یہ دوست بڑے ہمدردانہ انداز میں مجھے اس احمدی سے دُور رہنے کے بارہ میں طویل لیکچر دیتے۔

مجھے سب سے زیادہ جس بات نے اس کی طرف مائل کیا وہ یہ تھی کہ وہ اکیلا تھا اور سب سے بات کرتا اور ان کے اعتراضات کے جواب دیتا تھا لیکن دو باتیں اس میں نمایاں رہتی تھیں۔ ایک یہ کہ وہ ہمیشہ نہایت نرمی اور سکون سے بات کرتا تھا۔ کسی کی بدتمیزی کے باوجود اس کے لہجے میں کوئی تلخی پیدا نہ ہوتی۔ دوسرا یہ کہ وہ دلائل سے ہر ایک کو لاجواب کردیتا تھا۔ اس کے اس رویہ کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ہزیمت کو چھپانے کے لئے میرے دوست تمسخر اور استہزاء پر اتر آتے تھے۔ شاید مَیں بھی اس رَو میں بہہ نکلتا لیکن خدا تعالیٰ کی خاص رحمت تھی کہ میرے دل میں یہ خیال آ گیا کہ اگر یہ سچا نکلا تو پھر ہم استہزاء کرنے والوں کا انجام تو بہت بُرا ہوگا۔ اس سوچ نے مجھے اس سے استہزاء کرنے سے باز رکھا۔

یہ شخص حق پر ہے!

مَیں رفتہ رفتہ اس کی باتوں کا قائل ہونے لگا۔ کبھی علیحدہ بیٹھ کر اس کی باتوں پر غور کرتا تو بےساختہ کہہ اٹھتا کہ یہ شخص حق پر ہے۔ لیکن کبھی اس کے منہ پر یہ بات کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ایک دن مَیں نے اس کے بتائے ہوئے ایڈریس کے ذریعہ جماعت کی عربی ویب سائٹ کھولی۔ وہاں پر موجود کئی ویڈیوز دیکھیں اور مجھے جماعت کے عقائد کے بارہ میں خاصی آگاہی حاصل ہوئی۔ اچانک میری نظر ایک ویڈیو پر پڑی جس میں وہی مولوی تھا جس کے بارہ میں مَیں بہت زیادہ حسنِ ظن رکھتا تھا۔ مَیں نے پہلی نظر میں سوچا کہ یہ بھی شاید احمدی ہے اور مجھے یہ سوچ کر بہت خوشی ہوئی۔ لیکن جب مَیں نے اسے کھولا اور سنا تو پتا چلا کہ وہ مولوی جماعت احمدیہ کے بانی کے خلاف گفتگو کررہا ہے۔ اور 'البشریٰ' نامی کتاب کا حوالہ دے دے کر بار بار کہہ رہا تھا کہ احمدی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کھاتا پیتا اور روزہ رکھتا اور کھولتا ہے اور اس سے غلطی بھی سرزد ہوسکتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مَیں نے فوراً اس ویب سائٹ پر البشریٰ نامی اس کتاب کی تلاش شروع کردی۔ لیکن مجھے یہ کتاب نہ ملی۔ پھر اگلے روز مَیں نے احمدی دوست سے اس کے بارہ میں پوچھا تو اس نے وضاحت کی اور سمجھایا کہ یہ جماعت کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ اور اس مولوی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ وہ سنی سنائی بات کو اپنے خیال کے مطابق تہمت بنا کر ساری دنیا کے سامنے پیش کررہا ہے جبکہ یہ بات درست نہیں ہے۔ پھر اس نے مجھے ان الہامات کے معنوں کے بارہ میں وضاحت کی۔ اس کی وضاحت سن کر میرے دل میں پہلی دفعہ اپنے اس مولوی کے بارہ میں یہ خیال آیا کہ وہ جھوٹی باتیں پیش کررہا تھا۔

اسی مجلس میں مجھے اس احمدی دوست نے جنّوں کے بارہ میں بھی تفصیلی طور پر بتایا۔ مجھے اس کی بتائی ہوئی تشریح بہت پسند آئی۔ مَیں قبل ازیں انسانوں کے پیچھے پڑ جانے والے جنّوں کا قائل تھا لیکن اب مدلّل تشریح کے سامنے میرے پاس کوئی حجت نہ تھی۔ پھر مَیں نے اس سے پوچھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بالمقابل جو شیطان یا ابلیس تھا اس کے بارہ میں جماعت کا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا کہ وہ مر گیا ہے۔ پھر اس نے سمجھایا کہ ہر نبی کے مخالف کو شیطان کہا گیا ہے اور حضرت آدم کے بالمقابل آنے والا مخالف بھی شیطان کہلایا۔ اور چونکہ تمام انبیاء اور ان کے مخالفین فوت ہوگئے ہیں اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کا مخالف شیطان بھی فوت ہوگیا ہے۔

میں نے یہ سنا تو اسے یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ آپ نے تو میری ہر سوچ اور ہر خیال کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ اور مجھے لگتا ہے کہ پہلی جماعت کے طالبعلم کی طرح مجھے اب شروع سے سب باتوں کا علم حاصل کرنا پڑے گا۔

استخارہ اور رؤیا

اس احمدی دوست نے مجھے جماعت کے ٹی وی چینل کو مسلسل دیکھنے کا مشورہ دیا۔ مَیں کچھ ہی روز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا قائل ہوگیا تھا لیکن بیعت کرنے سے کسی قدر خائف تھا۔ ایسی حالت میں جب میری اس احمدی دوست سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ تم استخارہ کیوں نہیں کرلیتے؟ مجھے اس کی تجویز پسند آئی۔ مَیں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ میری پیدائش ہوئی ہے اور میں جلدی جلدی بڑا ہوکر نوجوان ہوگیا ہوں۔ اس رؤیا کے باوجود مجھے خوف دامنگیر رہا۔ ایک رات اچانک میری آنکھ کھل گئی تو مَیں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے حق دکھادے اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرما۔ اسی رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں جماعت احمدیہ کی سلطنت میں ہوں۔ اس میں لوگ جگہ جگہ جمع ہیں اور مختلف علاقوں کو فتح کرنے کی باتیں ہورہی ہیں۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کے پاس کوئی ظاہری اسلحہ نہیں ہے پھر بھی ایسی بڑی بڑی باتیں کررہے ہیں۔ احمدیوں کی اس سلطنت میں مَیں ایک بلند و بالا زیرتعمیر عمارت دیکھتا ہوں۔ ایک شخص مجھے کہتا ہے کہ جب اس کی تعمیر مکمل ہوجائے گی تو دنیا کی سب سے بلندترین عمارت کہلائے گی۔

مَیں نے اپنے احمدی دوست کو یہ رؤیا سنایا تو اس نے کہا کہ اب اس کے بعد تو آپ کا ہر شک دُور ہوجانا چاہئے اور آپ کو بیعت کرلینی چاہئے۔

بیعت اور اس کا اعلان

احمدی دوست کی نصیحت کے باوجود مَیں نے بیعت کرنے میں جلدی نہ کی اور دعا کرتا رہا تاآنکہ ایک روز مَیں نے ایم ٹی اے العربیہ پر ایک پروگرام میں یہ سنا کہ لوگوں کو بیعت کرنے میں جلدی کرنی چاہئے کیونکہ تنگی اور مخالفت کے ایّام میں ایمان لانے والے اور امن وغلبہ کے ایّام میں ایمان لانے والے برابر نہیں ہوسکتے۔ جب مَیں نے یہ بات سنی تو جلد ہی بیعت کرلی۔

میرے دوستوں کو میری بیعت کی خبر نہ تھی۔ اب بیعت کے بعد جب بھی ان میں سے کوئی میرے سامنے میرے احمدی دوست کے بارہ میں کچھ کہتے تو مَیں اکثر کہہ دیتا کہ اس کی باتیں تو حق پر مبنی ہیں۔ وہ میری بات سنتے تو یہ کہہ کر مجھے چھوڑ کر چلے جاتے کہ اس پر احمدی شخص کے خیالات کا اثر ہوگیا ہے۔

پھر ایک روز یوں ہوا کہ میرے ان دوستوں میں سے ایک میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور مجھے اپنے سوال کا واضح جواب چاہئے۔ اس کا سوال یہ تھا: کیا تم حقیقت میں اس احمدی کی جماعت میں شامل ہوگئے ہو؟ مَیں نے جونہی ''ہاں'' میں جواب دیا اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ بار بار مجھے کہنے لگا کہ کیا واقعی تم سنجیدہ ہو؟ قسم کھا کر کہو کہ جو تم کہہ رہے ہو صحیح ہے؟ مَیں نے کہا کہ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ پڑھنے کے بعد اس نے کہا کہ تم اچھے خاصے عقلمند، ذہین اور دیندار آدمی ہو پھر تم نے اس طرزِ فکر کو کیسے قبول کرلیا؟ مَیں نے کہا کہ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ مجھے اس نعمت کو پہچاننے اور اسے قبول کرنے کی توفیق ملی ہے۔

(باقی آئندہ)

قرآن کو دستور العمل بناؤ۔ دین کو دنیا پر مقدم کرو

{ایام جلسہ میں دوسری تقریر فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ
26/دسمبر 1912ء بعد نماز ظہر}

قسط نمبر 2

قرآن کریم میں ایک سورۃ کو خاص کیا ہے اس میں بار بار فرمایا ہے وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ (القمر:18) ہم نے تو بڑی آسان کتاب بھیجی ہے عملدرآمد کے لئے بڑی سہل ہے۔ کوئی تم میں ہے جو قرآن شریف پر عمل کرنے کا نفع اُٹھائے؟ قرآن کو تو بڑا ہی آسان بنایا ہے کوئی تم میں ہے جو اس بات کو سمجھے؟ میرا جی چاہتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔

پھر فرمایا کہ **اپنے افعال، حرکات، سکنات، عملدرآمد میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا کرو اور حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ کی مخالفت نہ کرو پھر دیکھو** ہم تم کو کتنا بڑا بنا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے وَلَذِکْرُاللّٰهِ اَکْبَرُ۔ اس کے پاس پہنچنے والا بھی اَکْبَرُ ہوا۔ یہ اَکْبَرُ ہونے کی کنجی ہے کہ اس یقین کو پیدا کرو۔ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔

باقی مباحثہ کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں۔ اوّل ان اپنے مذاہب سے تامّہ واقفیت ہو جن کی طرف سے یا جن کے ساتھ مباحثہ کرتا ہے۔ اپنی واقفیت تامہ کے بعد جس کو خطاب کرنا ہے وہ عیسائی ہو، یہودی ہو، مجوسی ہو، ویدوں کا ماننے والا، گیتا کا پیرو، مہابھارت کا پیرو ہو، جینیوں کی پہاڑیوں کو جانتا ہو، چارواک کو سمجھتا ہو۔ غرض کوئی ہو اس کی کتاب کا علم بھی جب تک نہ ہو گا تم مباحثہ نہیں کر سکتے۔ ہماری جماعت کا ہر ایک آدمی مختلف مذاق پیدا کرے جس فن میں اللہ تعالیٰ یُمن و برکت دے اس میں مباحثہ کرے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرا کہہ دے کہ تم تو واقف ہی نہیں۔ یا پاس والے کہہ دیں کہ تم تو اسلام سے بھی واقف نہیں۔ اپنے ڈھکوسلوں سے مقابلہ نہ کرو۔ ظالم سے اعراض کرو، پرواہ ہی نہ کرو۔ اس کے سامنے کہہ دو وَ اِلٰھُنَا وَ اِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ۔ ہمارا تمہارا معبود ایک ہی ہے تم جھگڑتے کیوں ہو۔

اُلّو کے پٹھے سے آدمی کہاں مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ یہ معمولی سنن الہدیٰ میں سے ایک مسئلہ ہے چونکہ اس کے دل میں شرارت تھی وہ شرارت سے کہنے لگا کہ لوگو! سنت رسول تو سنتے رہے تھے اب سنت خدا سن لو۔ سنن الہدیٰ کو اس نے سنن خدا کہہ دیا۔ منکر کو کوئی کیا سمجھائے گا وحدت دنیا میں نبیوں سے ہوئی نہیں۔ آج سائنس کا ایک مسئلہ آ گیا اس کے مطابق کیا کل کو اس کی بجائے دوسرا مسئلہ سائنس نے نکالا تو پھر اس کے مطابق آیت چاہیئے ایسے پارہ مزاج سائنس دانوں کے ساتھ تم کہاں تک مقابلہ کر سکتے ہو۔ اپنے فہم کے مطابق مباحثہ کرو۔ ہر شخص کو کہاں مجاز ہے کہ مباحثہ کرے۔ وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتٰبٍ فرمایا۔ شہر مکہ میں کوئی یونیورسٹی نہیں جس میں تُو پڑھا ہو۔ یہاں کوئی لائبریری بھی نہ تھی، کوئی ترجمہ کا محکمہ بھی نہیں۔ ینابیع الاسلام کے لکھنے والوں نے اور بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کو پختہ کر دیا۔ قرآن کریم کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی کے مشورہ سے بنایا؟ کوئی تمام زبانوں کا جاننے والا مکّہ میں تھا؟ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے تو نے تو کسی کتاب کو پڑھا ہی نہیں۔ یہ مبطل کیا اعتراض کرتے ہیں؟ علم والے اس بھید کو سمجھتے ہیں اور ظالم تو انکار ہی کرتے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیسا پاک انسان تھا کہ اپنی پاک قوتوں سے اپنی پاک تاثیرات سے عرب میں وحدت پھیلا دی۔ جنابِ الٰہی کے نام کو ایسا بلند کیا کہ بلند میناروں پر چڑھ چڑھ کر اَللّٰهُ اَکْبَر کے نعرے بلند کرتے ہیں۔

ایک گارڈن پادری تھا مجھ سے بہت ملا کرتا تھا اور احمق اتنا تھا کہ ہر مرتبہ اس کو یقین ہوا کرتا تھا کہ نوردین اب کی مرتبہ ضرور بپتسمہ لے لے گا۔ ہمارے گھر کی باسی روٹیاں بھی کھا لیتا تھا۔ مجھ سے کہنے لگا یورپ نے کیسی ترقی کی ہے؟ مَیں نے کہا ہم نے تو کوئی ترقی نہیں دیکھی۔ کہا آپ نے نہیں دیکھی؟ مَیں نے کہا ترقی یورپ کر ہی کیا سکتا ہے۔ مَیں نے کہا تُو تو عالم اور پادری آدمی ہے مَیں کہتا ہوں کہ یورپ نے نہ ترقی کی ہے نہ آئندہ کر سکتا ہے۔ کہنے لگا یہ بات کیا ہے؟ مَیں نے کہا نادان انسان! تُو خداوند مسیح کو ماننے والا بتا تو سہی کہ اَکْبَر کے پرے کیا نام تجویز کر سکتے ہو۔ اَکْبَر کے بعد ترقی کر کے کیا دکھلا سکتے ہو۔ اور اس اَکْبَر کو جس طرح ہم مسجد کے میناروں پر چڑھ کر سناتے ہیں تم کیا سناؤ گے۔ تم سوائے گھنٹے بجانے کے اور کیا جانتے ہو۔ اَکْبَر کے لفظ نے ترقی روک دی۔ کہنے لگا دیکھو کپڑے کیسے بناتے ہیں؟ مَیں نے کہا جولاہے بنے۔ کہنے لگا کیسے کیسے جہاز بنائے۔ میں نے کہا لوہار بنے۔ وہ رُک گیا۔ مَیں نے کہا پادری! دنیوی ترقی کو مسیح نے کب الٰہی قرب کی ترقی فرمایا ہے۔ مَیں نے کہا انجیل موجود ہے دیکھ لو۔ اَکْبَر کے پرے کوئی لفظ نہیں قلم تو ٹوٹ گیا۔ تواضع میں تم ہماری ہمسری نہیں کر سکتے۔ ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں۔ اب اس سے نیچے اور کہاں جائیں۔ جہاں تک ہماری طاقت تھی ہم نیچے گر گئے اس سے زیادہ تم کیا کرو گے۔ پھر ہمارے الفاظ کو دیکھو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم۔ سبحان سے آگے پاکیزگی کے لئے کونسا لفظ ہو سکتا ہے۔ وہ سن سن کر بھوچکا سا رہ گیا۔ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ (البقرة:259)

یاد رکھو جو کچھ دین اسلام نے ہم کو سکھایا ہے وہ ایسا ہے کہ ہمارے مقابلہ میں دوسرا اٹھہر ہی نہیں سکتا۔ نیوگ کی باریکی اور اس کی ضرورت کہاں مجلسوں میں بیان کی جا سکتی ہے۔ عیسائیوں کے خدا کی یہ حالت ہے کہ یہودیوں نے پکڑ کر سولی پر چڑھا دیا اور خدا کی خدائی غارت کر دی۔ پھر وہ مجھ سے نبی کریمؐ کے معجزات کے متعلق کچھ کہنے لگا۔ مَیں نے معجزات آنکھوں کے سامنے دکھلا دیئے اَوَلَمْ یَکْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ۔ کیا ابھی ان کو یہ کتاب میری کافی نہیں جو اُن کو کھل کر سنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے میرا ایک بچہ ہے اس کو ایک آریہ نے پکڑا کہ مباحثہ کر لے۔ اس نے کہا کر لے۔ میرے بچہ کے ہاتھ میں کتاب اللہ تھی۔ کہا یہ ہماری کتاب ہے اگر عربی نہیں آتی تو نیچے اردو ترجمہ لکھا ہے۔ تمہارے وید تو لحافوں میں چھپے ہوئے ہیں وہ کبھی باہر نکلے ہی نہیں۔ پھر اس آریہ سے کہا اچھا تُو یہ بتا کہ تُو نے وید کو پڑھا؟ اس نے کہا نہیں۔ کہا ان کو سمجھا؟ کہا نہیں۔ یہ تو کافی کتاب ہے۔ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ چھپی ہوئی نہیں۔ جہان کے سامنے پڑھی جاتی ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَةً وَّ ذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔ مَیں ساری رحمتیں دینے کو تیار ہوں میری بات کو مان لو۔ بڑے سے بڑا بنانے کو تیار ہوں ایمان دار بنو اور میرے خط کو پڑھو۔ اب دیکھ لو بڑا حصہ زمینداروں کا ہے وہ قرآن کو کتنا پڑھتے ہیں۔ بڑا حصہ تاجروں اور پیشہ والوں کا ہے وہ کتنا قرآن پڑھتے ہیں۔ پھر بڑا حصہ نوکر چاکر لوگ ہیں نو بجے تک سوئے ہوئے اٹھے، دس بجے دفتر گئے، وہاں سے چار بجے آئے تو چُور ہو کر آئے۔ پھر ہواخوری، پھر دوست آ گئے باتیں ہونے لگیں، رات کے بارہ بج گئے یا گپیں لگاتے ہوئے دو بج گئے۔ قرآن کس وقت پڑھا جائے؟ کوئی موقع نہیں۔

قرآنی عربی زبان ایسی آسان زبان ہے کہ ابتداء سے انتہا تک مَیں نے بعض اشخاص کو چار ماہ میں پڑھا دی، اب خوب پڑھ لیتے ہیں۔ پھر مَیں نے ان سے پوچھا کہ انگریزی کم سے کم کتنے دنوں میں پڑھ سکتے ہو۔ کہا دس برس میں۔ مَیں نے کہا عربی سہل ہوئی یا تمہاری انگریزی زبان۔ اور قرآن کریم اس سے تین مرتبہ سہل ہے کیونکہ ایک حصہ زیر زبر کے لئے ہے وہ لگے ہوئے ہیں۔ پھر وہ الفاظ جن کے معنے سیکھنے ہیں دو ہزار کے قریب قریب ہیں۔ میری اصل زبان ضلع شاہ پور کی ہے مگر وہ اب مجھ سے بولی نہیں جاتی۔ کئی ہزار الفاظ مجھ کو اردو زبان کے یاد ہو گئے ہوں گے۔ قرآن کریم میں صرف آٹھ سو لفظ ہیں جو کہ نئے ہیں اگر انسان اس کو بھی نہ سمجھے تو لَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ۔ ایک ہمارے دوست کا بچہ سامنے آ گیا ہے وہ اپنے باپ سے کہنے لگا کہ مولوی صاحب عالم ہیں مگر قرآن تو غلط ہی پڑھتے ہیں۔ یہ حافظ و قاری باپ کا بیٹا ہے۔ قرآن کریم خاص رحمت ہے۔ مومن کے لئے کافی ذخیرہ ہے۔ ہم تو جب سے پیدا ہوئے ہم کو کوئی شبہ و تردد کبھی ہوا ہی نہیں۔

ایک وقت مَیں نے حضرت مرزا صاحبؑ سے دریافت کیا تھا کہ مقابلہ کے وقت قرآن کے بعض مشکلات ہوتے ہیں ان کا کیا کیا جائے؟ کہنے لگے تم نے کیا سوچا۔ میں نے کہا یا تو ان کا ذکر ہی چھوڑ دیا جائے یا الزامی جواب دے کر ٹال دیا جائے۔ ہنس کر کہنے لگے کہ جو بات خود نہیں مانتے دوسروں کو کیوں منواتے ہو۔ پھر فرمایا ہم تم کو ایک گُر بتائیں۔ جو سوالات تم کو نہیں آتے ان کو خوشخط لکھ کر جہاں تمہارا زیادہ گزر ہے وہاں لٹکا دو تا کہ بار بار اس پر نظر پڑے خدائے تعالیٰ خود ہی سمجھا دے گا۔ مَیں نے اس کا مطلب صوفیانہ رنگ میں لے لیا کہ دل میں لٹکاتے ہیں یعنی ان سوالات کا ہر وقت تصور رکھیں گے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کے سب سوالات سمجھا دیئے جو میری تصانیف میں بھی موجود ہیں۔

مجھ کو خدائے تعالیٰ نے دو علم بخشے ہیں ایک قرآن کا اور دوسرا طب۔ اب تو میری بیوی نے بھی طب سیکھ لی ہے اب ہم دو کمانے والے ہو گئے۔ 45،46 برس میں طب کے پیشہ کو کیا۔ طب کا 1/20 حصہ میرے حصہ میں آیا پھر بھی معقول گذارہ ہم کو مل جاتا ہے۔ اس 46 برس میں ایک بھی نسخہ مجھ کو ایسا نہیں ملا جس کے چھپانے کی ضرورت ہوئی ہو۔ کوئی نسخہ ملا ہی نہیں جس کو حیض کی طرح چھپاؤں۔ ہاں کسی خاص بیمار سے خاص وقت میں ایک نسخہ چھپانا اَور بات ہے۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ نے قرآن مجھ کو دیا۔ اس میں بھی کوئی چھپانے والی بات نہیں۔ پھر جو گُر مجھ کو حضرت صاحب نے بتایا وہ مَیں کہہ آیا ہوں۔ میں نے دل پر خوشخط لکھ کر لٹکا لیا۔ کچھ دنوں کے بعد ایسا انشراح ہوا کہ وَالْفَجْرِ۔ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی کی تفسیر میری کتابوں میں دیکھو یہ اسی ترکیب کو استعمال کرنے کا نتیجہ ہے۔ پھر اس کے بعد **مجھ کو خدائے تعالیٰ نے الہام کیا کہ اگر کوئی منکرِ قرآن، قرآن پر تجھ سے اعتراض کرے اور تجھ کو نہ آتا ہو تو ہم اسی وقت تجھ کو اس کا مطلب بتا دیں گے۔ ہمارا معلم خدائے تعالیٰ ہے ہمیں کس کا ڈر ہو سکتا ہے۔** دھرمپال نے جب ترکِ اسلام کتاب لکھی تو اس میں اس نے مقطعات قرآنیہ پر اعتراض کیا ہے۔ مَیں چھوٹی مسجد میں مغرب کی سنتیں پڑھ رہا تھا ایک سجدے سے سر اٹھایا۔ مَیں نے کہا مولا! گو وہ سامنے نہیں مگر کتاب تو اس نے بھیجی ہے۔ پس دوسرے سجدے میں جانے سے پہلے پہلے یعنی دونوں سجدوں کے درمیانی وقفہ میں سارے مقطعات قرآنی کا علم مجھ کو دیا گیا۔ مَیں نے جب لکھا تو مَیں خود بھی حیران تھا کہ مَیں نے اس کا ایسا جواب لکھا کہ کسی نے آج تک ایسا نہیں لکھا۔ میں تکبر نہیں کرتا، ریا نہیں کرتا، یہ لعنتی کا کام ہے۔ میری غرض تم کو سمجھانے کی ہے۔ **قرآن کو کبھی مشکل نہ سمجھو۔ اگر دشمن کوئی اعتراض کرے تو اس کو لکھ کر لٹکا لو خدائے تعالیٰ ایسا علم عطا کرے گا کہ وہ دشمن لاجواب اور خاموش ہو جائے گا۔**

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ولادت باسعادت

حضرت الحاج حافظ ڈاکٹر سیّد میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی رضی اللہ عنہ ایک مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”......خدا تعالیٰ نے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے گھر قادیان میں وہ موعود مہدی پیدا فرمایا جس کے لئے اتنی تیاریاں زمین و آسمان میں ہو رہی تھیں اور جس کے انتظار میں ہر ایک چشم بیقرار تھی اور جس کی آمد کے گیت پہلے نبی اور ولی اور آسمان پر فرشتے گا رہے تھے۔ یہ اسلام کے لئے اقبال کا آفتاب طلوع ہوا۔ اور اس کے طلوع ہونے سے نحوست اور نکبت کی کہر اُڑ گئی۔ گلستان اسلام میں بہار کے موسم کی آمد آمد ہوئی اور شگوفہ اقبال کی خوشبو سے دماغ معطر ہونے لگے۔ یہ وہی رشید اور سعادت مند فرزند ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنا کر نبوت اور خلافت کا حُلّہ پہنانا ہے۔ جس کے کندھوں پر اسلام کی تجدید کا بارِ گراں رکھنا ہے۔ جس کے ہاتھ شمشیر قلم کی سلطنت اور رسالت کی حشمت و تمکنت اور ماموریت کی روحانی جاہ و دولت دینی ہے۔ وہ اقبال اور برومندی کا سلطان، نور اور معرفت کا دروازہ، علم اور حکمت کا شہزادہ، خدا کی توحید قائم کرنے والا شہسوار، صلیب شکن، خنزیر کش سپہ سالار، شہنشاہ ملکِ ہدایت، فرخ نژاد، مبارک قدم، اسی جاہ و جلال کے ساتھ دنیا میں تشریف لایا جو اس کے لئے پہلے سے مکتوب تھی۔

......مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے ایک نہایت مبارک فال کو مدنظر رکھ کر آپ کا نام ”غلامِ احمد“ رکھا۔ دراصل اس نام کے رکھنے میں مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی طبیعت کو دخل نہیں تھا۔ یہ نام اللہ تعالیٰ نے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو آپ اِلقاء کیا تھا اور اس خدائی تحریک نے یہی نام رکھنے کا ان کے دل میں فیصلہ کر دیا تھا۔ کیونکہ ازل سے ایسا ہی مقدر ہو چکا تھا۔“

خطبہ جمعہ

آج سے 90 سال قبل لندن میں ویمبلے ہال میں منعقدہ 'مذاہب کانفرنس' میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی شرکت، آپ کے معرکہ آراء خطاب اور اس کے غیروں پر نہایت خوشکن گہرے اثرات کی مختلف تفصیلات کا ایمان افروز تذکرہ۔

اس مضمون سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا بھی پوری ہوئی۔

یورپ میں اسلام کا پیغام صحیح رنگ میں پہنچایا گیا اور اسلام احمدیت کی شہرت کو چار چاند لگے۔

یہ مضمون 'انوار العلوم' کی آٹھویں جلد میں موجود ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی طبع شدہ ہے۔ انگریزی دان طبقہ اور نوجوانوں کو یہ ضرور پڑھنا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے تقریباً ہر مضمون میں ہمارے لئے بے شمار خزانہ چھوڑا ہے۔ آپ نے ہر topic کو touch کیا ہے۔
فضلِ عمر فاؤنڈیشن کو اس علمی خزانے کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کروانے کی کوششوں کو مزید بہتر کرنے کی تاکید۔

ڈینش احمدی مکرم کمال احمد کرو صاحب کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28 فروری 2014ء بمطابق 28 تبلیغ 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ جمعہ میں مَیں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشگوئی کے حوالے سے بات کی تھی اور اس ضمن میں آپ کے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے کا ذکر ہوا تھا اور یہ بھی کہ آپ کے علم و معرفت اور قرآنِ کریم کے تفسیری نکات کا غیروں پر بھی اثر تھا اور اس بات کا انہوں نے برملا اظہار کیا۔ یہ اظہار، یہ کارنامے تو اتنے وسیع ہیں کہ مہینوں شاید سالوں بھی یہ ذکر چل سکتا ہے جو ظاہر ہے بیان کرنا ممکن نہیں۔ لیکن ایک بات کا میں گزشتہ خطبہ میں ذکر کرنا چاہتا تھا جو وقت کی کمی کی وجہ سے مَیں نہیں کر سکا۔ آج اسی کا ذکر کروں گا۔

یہ بات آج سے 90 سال پہلے کی ہے اور اس شہر لندن سے اس کا تعلق ہے۔ آپ میں سے بہت سے جانتے ہوں گے کہ ستمبر 1924ء میں ایک مذاہب کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی خود بنفسِ نفیس شامل ہوئے تھے۔ آجکل تو ہمارے تعارف بھی ہیں، تعلقات بھی ہیں اور احمدیوں پر دنیا میں مختلف جگہوں پر جو ظلم ہو رہا ہے، اُس کی وجہ سے بہت سی حقوقِ انسانی کی جو تنظیمیں ہیں، اُن کی بھی نظر ہے۔ پھر ان تعلقات کی وجہ سے پارلیمنٹ کے ممبران اور پڑھے لکھے طبقے سے ہمارا یہاں بھی اور دنیا میں بھی تعارف ہے۔ لیکن اُس زمانے میں یہ سب کچھ نہیں تھا۔ مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے جو خاص حالات پیدا فرمائے اور خود کانفرنس کرنے والی انتظامیہ نے مشورے کے بعد آپ سے لندن آ کر کانفرنس میں دینِ اسلام کے بارے میں کہنے کے لئے درخواست کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت لئے ہوئے تھی۔ اور پھر جب ہم اُن حالات کو دیکھتے ہیں جو مالی لحاظ سے جماعت کے حالات تھے۔ اور اُس وقت آپ اپنے ساتھ گیارہ افراد کا وفد لے کے آئے تھے اور یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی بلکہ خود تو حضرت مصلح موعود نے اپنا خرچ ذاتی طور پر کیا، باقیوں کے لئے قرض لینا پڑا تھا۔ بہرحال پہلے تو یہاں نہ آنے کا فیصلہ ہوا، پھر دعا اور استخارے اور جماعت سے مشورے کے بعد یہ سفر ہوا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نظارے ہمیں ہر جگہ نظر آئے۔ یہ خلیفۃ المسیح کا پہلا دورۂ یورپ تھا اور اس کے ساتھ عرب ممالک بھی شامل تھے۔ شام، مصر، فلسطین وغیرہ عرب ممالک میں تو سوائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کسی بھی خلیفہ کا دورہ نہیں ہوا۔ اس کے بعد تو حالات بگڑتے چلے گئے اور پابندیاں لگتی چلی گئیں۔

اس وقت مَیں اس کانفرنس کے مختصر حالات اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے بارے میں انگریزوں کے تاثرات بھی پیش کروں گا۔ یہ تاثرات جہاں آپ کی ذات کے علمی ہونے اور اللہ تعالیٰ کی خاص تائید ساتھ ہونے کا اظہار کرتے ہیں وہیں اس میں بعض تاریخی پہلو بھی ہیں جو ہمارے نوجوانوں کو پتہ ہونے چاہئیں۔

اُس زمانے میں سفر تو بحری جہاز کے ذریعہ ہوتے تھے اور سفر میں کئی دن لگتے تھے۔

ایک روز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ فرسٹ اور سیکنڈ کلاس کے درمیان ڈیک پر نماز باجماعت پڑھا رہے تھے۔ نماز کے بعد فارغ ہو کر بیٹھے تھے۔ ساتھ ساتھی بھی بیٹھے تھے تو جہاز کے ڈاکٹر کا وہاں سے گزر ہوا جو Italian تھا۔ اس نے آپ کو بیٹھے دیکھا تو بے اختیار اُس کے منہ سے نکلا کہ Jesus Christ and twelve disciples یعنی یسوع مسیح اور اُس کے بارہ حواری۔ یہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی روایت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ یہ سنا تو میں حیرت زدہ رہ گیا کہ ڈاکٹر جو Italian تھا اور اس لحاظ سے پوپ کی بستی کا رہنے والا تھا اُس نے کیسی صحیح اور عارفانہ بات کی ہے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 437 مطبوعہ ربوہ)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو گیارہ ساتھی تھے ان میں بارہویں چوہدری محمد شریف صاحب وکیل تھے جو اپنے طور پر سفر میں شامل ہوئے تھے۔

اب اس کانفرنس جو ویمبلے کانفرنس کہلاتی ہے، اس کا تاریخی پسِ منظر اور اغراض و مقاصد بھی پیش کرتا ہوں۔ شروع 1924ء میں انگلستان کی مشہور ویمبلے نمائش کے سلسلہ میں سوشلسٹ لیڈر ولیم لافٹس ہیئر (William Loftus Hare) نے یہ تجویز کی کہ اس عالمی نمائش کے ساتھ ایک مذہبی کانفرنس بھی منعقد کی جائے۔ جس میں برطانوی مملکت کے، (اُس زمانے میں برطانیہ کی حکومت کی کالونیز تھیں، بہت جگہ پھیلی ہوئی تھی۔) مختلف مذاہب کے نمائندوں کو بھی دعوت دی جائے تا کہ وہ اس کانفرنس میں شریک ہوں اور اپنے اپنے مذہب کے اصولوں پر روشنی ڈالیں۔ نمائش کے منتظمین نے جن میں مستشرقین بھی شامل تھے اس خیال سے اتفاق کیا اور لندن یونیورسٹی کا علومِ شرقیہ کا سکول یعنی School of oriental studies جو ہے اُس کے زیرِ انتظام کانفرنس کے وسیع پیمانے پر انعقاد کے لئے ایک کمیٹی قائم کر دی گئی اور کانفرنس کا مقام اِمپیریل انسٹی ٹیوٹ لندن مقرر کیا گیا اور 22/ستمبر 1924ء سے 3/اکتوبر 1924ء تک کی تاریخیں رکھی گئیں اور کمیٹی نے ان مذاہب کے مقررین کو منتخب کیا اور اُن کو دعوت دی۔ ہندومت، اسلام، بدھ ازم، پارسی مذہب، جینی مذہب، سکھ ازم، تصوف، برہمو سماج، آریہ سماج، کنفیوشس ازم وغیرہ۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 422 مطبوعہ ربوہ)

اُس زمانے میں حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو 1923ء کے آغاز میں ہی لنڈن میں آئے تھے۔ وہ لندن میں تھے لیکن آپ کو اس کانفرنس کا علم نہیں ہو سکا تھا۔ جب کمیٹی کی تشکیل کے علاوہ مقررین بھی تجویز ہو چکے۔ (یہ سارا کام ہو چکا تھا اُس وقت) اور 1924ء کا کچھ حصہ بھی گزر گیا تو کسی نے ایک جگہ بیٹھ کر یونہی برسبیلِ تذکرہ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّرؓ کے سامنے ذکر کیا جس پر آپ گئے اور کمیٹی کے جوائنٹ سیکرٹری ایم ایم شارپلز سے ملے۔ انہوں نے جب آپ کی باتیں سنیں تو محسوس کیا کہ اسلام کے متعلق احمدی جماعت کا نقطۂ نگاہ ضرور پیش ہونا چاہئے۔ تو کمیٹی میں اس کا ذکر ہوا۔ کمیٹی کے

نائب صدر ڈاکٹر سر تھامس ڈبلیو آرنلڈ (Dr. Sir Thomas Walker Arnold) اُن کی شخصیت سے اور اُن کے علم سے وہ اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اس طرف توجہ دلائی کہ مقررین کے بارے میں بھی نیرّ صاحب سے ضرور مشورہ کرلیا جائے۔ آجکل بعض دفعہ ہم لوگ ہمت ہار بیٹھتے ہیں کہ جی اب وقت گزر گیا، کچھ نہیں ہوسکتا۔ اُس وقت انہوں نے سب کچھ ہونے کے باوجود بھی ہمت کی، گئے اور ساری انتظامیہ کو قائل کرلیا۔ چنانچہ نیرّ صاحب کے ساتھ پھر اس پروگرام پر نظرِ ثانی ہوئی، اور ہندومت اور بدھ کے نمائندوں کے نام بھی اور اس کے علاوہ تصوف کی نمائندگی کے لئے بھی نیرّ صاحب سے مشورہ ہوا اور تصوّف کے لئے حضرت صوفی حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لکھا گیا۔ مگر ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی بتایا کہ یہ حافظ روشن علی صاحب نہیں آسکتے جب تک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جو امام جماعت احمدیہ ہیں، کی اجازت حاصل نہ کی جائے۔ تو کمیٹی میں جونہی یہ نام پیش ہوئے تو ڈاکٹر آرنلڈ اور پروفیسر مارگولیتھ (David Samuel Margoliouth) نے اور کمیٹی کے دوسرے ممبران نے نہایت خلوص اور محبت سے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں کانفرنس میں شمولیت کی درخواست کی جائے اور صوفی صاحب کو بھی ساتھ لانے کی گزارش کی جائے۔ اس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں انگلستان کے جو بڑے بڑے مستشرقین تھے، اُن کا دعوت نامہ پہنچا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 422-423)

بہرحال جیسا کہ میں نے کہا، بڑے سوچ و بچار کے بعد یہ دعوت قبول کی گئی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کانفرنس کے لئے مضمون لکھنا شروع کیا اور اس کا ترجمہ اور اصلاح وغیرہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب، مولوی شیر علی صاحب اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے کی۔ لیکن جو مضمون لکھا گیا تھا تو وہ بہت لمبا بن گیا۔ اس کا کوئی حصّہ پڑھ کر سنانا مناسب نہیں تھا۔ اتنا وقت ہی نہیں تھا۔ کیونکہ سارا پڑھا نہیں جاسکتا تھا اور خلاصہ بیان کرنا مناسب نہیں تھا۔ اس لئے یہ فیصلہ ہوا کہ نیا مضمون لکھا جائے۔ چنانچہ پھر نیا مضمون لکھا گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لکھا اور اُس کا پھر ترجمہ ہوا۔ (ماخوذ از انوار العلوم جلد 8 صفحہ 422-423)

بہرحال آپ سفر پر روانہ ہوئے۔ جیسا کہ میں نے کہا 23 ستمبر 1924ء کو یہ کانفرنس شروع ہوئی۔ یہ دن سفرِ یورپ کی تاریخ جو ہے، اُس میں بھی سنہری دن تھا۔ اس دن ویمبلے کانفرنس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا جو بے نظیر مضمون تھا، یہ پڑھا جانا تھا اور اس کے پڑھے جانے سے اسلام اور احمدیت کی شہرت کو چار چاند لگے۔ یورپ میں اسلام کا پیغام صحیح رنگ میں پہنچایا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لندن میں تقریر کرنے کا جو ایک رؤیا تھا، اُس کا ذکر حضرت مصلح موعود نے تقریر میں بھی کیا ہے، وہ پوری آب و تاب سے پورا ہوگیا۔ یہ کہتے ہیں کہ مضمون کا وقت پانچ بجے شام مقرر تھا، جبکہ اس سے پہلے لوگ اڑھائی گھنٹے سے مسلسل بیٹھے اسلام سے متعلق باتیں سن رہے تھے، یا مذہب سے متعلق باتیں سن رہے تھے۔ مگر جونہی آپ کی تقریر کا وقت آیا تو نہ صرف لوگ پورے ذوق وشوق سے اپنی جگہ پر بیٹھے رہے بلکہ دیکھتے دیکھتے اور لوگ بھی ہال میں آنے شروع ہوگئے اور ہال بالکل بھر گیا۔ اس سے پہلے کسی لیکچر کے وقت حاضری اتنی زیادہ نہیں تھی۔ اجلاس کے صدر سر تھیوڈر ماریسن (Sir Theodore Morrison) تھے۔ انہوں نے حضور کا تعارف کروایا اور پھر نہایت ادب واحترام کے جذبات کے ساتھ آپ سے درخواست کی کہ اپنے کلمات سے محظوظ فرمائیں۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جو اپنے رفقاء کے ساتھ، ساتھیوں کے ساتھ سٹیج پر تشریف رکھتے تھے، کھڑے ہوئے اور انگلش میں آپ نے مختصر سا خطاب کیا کہ "مسٹر پریذیڈنٹ، بہنو اور بھائیو! سب سے پہلے مَیں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اُس نے اس کانفرنس کے بانیوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کیا کہ لوگ اس طرح پر مذہب کے سوال پر غور کریں اور مختلف مذاہب سے متعلق تقریریں سن کر یہ دیکھیں کہ کس مذہب کو قبول کرنا چاہئے؟" پھر آپ نے کہا کہ "اس کے بعد مَیں اپنے مرید چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بارایٹ لاء سے کہتا ہوں کہ میرا مضمون سنائیں"۔ آپ نے کہا کہ "مَیں ایسے طور پر اپنی زبان میں بھی لکھے ہوئے پرچے پڑھنے کا عادی نہیں ہوں کیونکہ مَیں ہمیشہ زبانی تقریریں کرتا ہوں اور کئی کئی گھنٹے تک، چھ چھ گھنٹے تک بولتا ہوں۔ فرمایا کہ مذہب کا معاملہ اسی دنیا تک ختم نہیں ہو جاتا بلکہ وہ مرنے کے بعد دوسرے جہان تک جاتا ہے۔ اور انسان کی دائمی راحت مذاہب سے وابستہ ہے۔ اس لئے آپ اس پر غور کریں اور سوچیں اور مجھے امید ہے کہ آپ توجہ سے سنیں گے"۔

بہرحال چوہدری صاحب نے اُس مضمون کو پڑھنے پر تقریباً ایک گھنٹہ لگایا اور بڑے پُرشوکت لہجے میں مضمون پڑھا گیا۔ اس کے باوجود کہ چوہدری صاحب کے گلے میں خراش تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خاص تائید فرمائی اور بڑے اعلیٰ رنگ میں انہوں نے مضمون پڑھا۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ چوہدری صاحب نے یہ مضمون جو پڑھا تھا، یہ اصل میں میری زبان تھی۔ یعنی چوہدری صاحب پڑھ رہے تھے لیکن چوہدری صاحب کی زبان نہیں تھی، میری زبان تھی۔) بہرحال اس مضمون پر حاضرین میں ایک وجد کی کیفیت طاری تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سب حاضرین گویا احمدی ہیں۔ تمام لوگ ایک محویت کے عالم میں اخیر تک بیٹھے رہے۔ جب مضمون میں اسلام کے متعلق کوئی ایسی بات بیان کی جاتی جو اُن کے لئے نئی ہوتی تو کئی لوگ خوشی سے اچھل پڑتے۔ غلامی، سود اور تعدد ازدواج وغیرہ مسائل کو نہایت واضح طور پر بیان کیا گیا۔ اس حصہ مضمون کو بھی نہ صرف مردوں نے بلکہ عورتوں نے بھی نہایت شوق اور خوشی سے سنا۔ ایک گھنٹے کے بعد لیکچر ختم ہوا تو لوگوں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ اور بڑی دیر تک تالیاں بجائیں۔ جبکہ اجلاس کے جو پریذیڈنٹ تھے اُن کو کئی منٹ تک انتظار کرنا پڑا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 451-452 مطبوعہ ربوہ)

یہ مضمون انوار العلوم کی آٹھویں جلد میں موجود ہے۔

بہرحال خلاصۃً یہ کہ اس مضمون میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے جماعت احمدیہ کی بنیاد اور قیام کا ذکر کیا، جو 1889ء میں پڑی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ مہدی ہونے کا تھا جس کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور اسی طرح مسیح ہونے کا دعویٰ تھا جس کی پیشگوئی انجیل اور اسلامی کتب میں بھی موجود ہے۔ اور آپ کے اس دعویٰ کی وجہ سے آپ کو ہر جگہ سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مسلمان علماء نے بھی بڑھ بڑھ کر آپ کی مخالفت کی۔ لیکن اس سب کے باوجود آپ کے گرد لوگ جمع ہونے شروع ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک جماعت بن گئی اور پھر جماعت دنیا کے مختلف ممالک میں بھی آہستہ آہستہ بننی شروع ہوئی۔ مَیں مضمون کا خلاصہ بیان کر رہا ہوں اور خلاصہ کیا؟ اس کو انتہائی خلاصہ کہہ سکتے ہیں، پوائنٹس جو تھے، ویسے تو جو مختصر مضمون لکھا گیا ہے اس میں بھی مَیں نے جیسا کہ بتایا ایک گھنٹہ لگا تھا اور جو پہلا لکھا گیا تھا، "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" وہ تو کافی لمبی کتاب بن جاتی ہے۔ بہرحال پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوا اور اس خلافت کے نظام کے تحت یہی مشن چلتے رہے اور دنیا کے درجنوں ممالک جو ہیں، وہاں جماعت کا قیام ہوا۔ ہر مذہب کے لوگ اسلام میں، جماعت میں شامل ہونا شروع ہوئے۔ پھر یہ بھی بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ واضح فرمایا کہ پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود کی ضرورت اس زمانے میں ہونی تھی۔ کیونکہ یہی زمانہ تھا جس کی حالت یہ ہے کہ جو نشانیاں بتائی گئی تھیں ان کے مطابق جس میں کوئی نہ کوئی مصلح اور مسیح موعود آتا ہے جن کی پیشگوئی کی گئی تھی۔

پھر آپ نے یہ بھی بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اُن کی دعائیں سنتا ہے۔ خدا رحیم و مشفق ہے۔ اُس نے مسیح موعود کو بھیج کر اس زمانے میں بھی دنیا کی اصلاح کے سامان کئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ کی ذات پر یقین پیدا کروا کر اور اُس کی توحید ثابت کر کے اُس سے تعلق پیدا کروا کر آج بھی اللہ تعالیٰ کے زندہ ہونے کا ثبوت دیا ہے اور یہ بھی واضح طور پر بتایا کہ اگر کوئی مذہب خدا کے وجود کی کامل شناخت نہیں کروا سکتا تو وہ مذہب کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ پھر حضرت مصلح موعود نے اپنے مضمون میں انبیاء کی حیثیت اور ہر فردِ بشر کے خدا سے تعلق، تا کہ روحانی ترقی ہو، اس کی بھی وضاحت فرمائی۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے اس بات کو بڑی حکمت اور دور اندیشی سے بیان فرمایا کہ قرآنِ کریم گو آخری اور کامل شریعت ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان عقلی ترقی کے آخری دور تک پہنچ چکا ہے۔ بلکہ قرآن کی آخری کتاب ہونے کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس کے اندر علموں کا گہرا خزانہ چھپا ہوا ہے جو اُس کو ملتا ہے جو اس کی تلاش میں سنجیدہ ہو۔ اور سنجیدگی کے ساتھ جب اس کی تلاش کی جائے، جہاں روحانی ترقی ہوتی ہے، وہاں دوسرے چھپے ہوئے دنیاوی اور علمی مضامین بھی ہر ایک کو اُس کے ذوق کے مطابق قرآنِ کریم سے ملتے ہیں۔ پھر حضرت مصلح موعود نے یہ بھی فرمایا کہ قرآنِ کریم اس اعتراض کو ردّ کرتا ہے جو مسلمانوں پر کیا جاتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا اور اس کی دلیل یہ پیش کی جو قرآنِ کریم کی آیت ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ جنگ کی صرف اس وقت اجازت ہے جب اسلام کو برباد کر دینے کی کوشش کی جائے، نقصان پہنچانے کی کوشش کی جائے۔ پھر مختلف موضوعات ہیں جو اس تقریر میں آپ نے بیان فرمائے۔ مثلاً غلامی، جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ حرمتِ سود، تعددِ ازدواج، طلاق، اخلاقی تعلیم، حیات بعد الموت۔ یہ ساری باتیں جو تھیں، اس پر اسلامی نظریہ کیا ہے اس پر روشنی ڈالی۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت دیئے۔ آپ علیہ السلام کی تائید میں الٰہی نشانات کا ذکر فرمایا۔ پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک رؤیا کا بھی ذکر فرمایا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے یہ دیکھا تھا کہ آپ لندن میں ایک سٹیج پر کھڑے ہیں اور اسلام پر ایک تقریر فرما رہے ہیں۔ اور بعد ازاں آپ نے چند پرندے پکڑے۔ آپ نے اس کی تعبیر یہ کی کہ آپ کی تعلیم کی لندن میں تبلیغ کی جائے گی اور آپ کی معرفت لوگ اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور پھر اس کی جو پہلی تعبیر ہے وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو یہ تقریر تھی اس صورت میں پوری ہوئی۔

پھر حضرت مصلح موعود نے حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی تعصب سے پاک ہو کر چالیس دن تک صداقت جاننے کے لئے دعا کرے تو اُس پر صداقت کھل جائے گی۔ وہ پیرا پڑھا گیا۔ وہ اقتباس پڑھا گیا۔ (ماخوذ از دورہ یورپ/ مجمع البحرین، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 388 تا 414)

آخر میں حضرت مصلح موعود نے اس مضمون کو اس طرح بند کیا کہ:

بہنو اور بھائیو! خدا کی روشنی تمہارے لئے چمک اٹھی ہے اور وہ جس کو دنیا بوجہ مرورِ زمانہ ایک عجیب فسانہ خیال کرنے لگی تھی تمہاری عین آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو گیا ہے۔ خدا کا جلال ایک نبی کے ذریعے تم پر ظاہر کیا گیا ہے۔ ہاں ایسا نبی جس کی بعثت کی خبر نوح سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء نے پہلے سے دی تھی۔ خدا نے آج تمہارے لئے پھر یہ امر ثابت کر دیا کہ میں صرف ان کا خدا نہیں جو مر چکے ہیں بلکہ ان کا بھی خدا ہوں جو زندہ ہیں۔ اور نہ صرف ان کا خدا ہوں جو پہلے گزر چکے ہیں بلکہ ان کا بھی خدا ہوں جو آئندہ آئیں گے۔ پس تم اس روشنی کو قبول کرو اور اپنے دلوں کو اس سے منور کر لو۔ بہنو اور بھائیو! یہ زندگی عارضی ہے لیکن یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ اس کے بعد فنا ہے۔ فنا تو کوئی چیز ہی نہیں۔ روح کو فنا کے لئے نہیں بلکہ ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اپنی پیدائش کے لمحے سے لے کر انسان ایک نہ ختم ہونے والے رستے پر چلنا شروع کر دیتا ہے اور سوائے اس کے کہ موت اس کی رفتار کی تیزی کا ذریعہ ہو اور کچھ نہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ تم جو چھوٹے چھوٹے مقابلوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی لگاتار کوشش میں لگے رہتے ہو اس بڑے مقابلہ کو نظر انداز کر رہے ہو جس میں ماضی، حال اور مستقبل کی تمام پشتوں کو لازماً حصہ لینا پڑے گا۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ مشرق میں ایک فرستادہ مبعوث کیا گیا اور خدا نے اس کے ذریعہ سچائی کو تمہارے دروازوں تک پہنچا دیا ہے۔ تم سچے دل سے اس فضل کا شکریہ ادا کرو جو تم پر کیا گیا تا تم پر زیادہ فضل نازل کئے جائیں اور تم اس کی رحمت کو لینے کے لئے آگے دوڑو تا تمہارے لئے اس کی محبت ایک جوش مارے۔ یہ کیا بات ہے کہ تم جو تمام ان نیند آور چیزوں کو جو دماغ میں سستی پیدا کریں نفرت سے دیکھتے ہو کس طرح ایسی چیز سے مطمئن ہو جو نفع رساں نہیں اور روح کی خواہشات کو دبانے والی ہے۔ تم بتوں کے سامنے جھکنے سے تو انکار کرتے ہو پھر کس طرح تم ایسے بت کے آگے جھکتے ہو جس میں زندگی کی کوئی علامت نہیں۔ آؤ اور اس ربّانی شرابِ زندگی کو پیو جو خدا نے تمہارے لئے مہیا کی۔ یہ ایسی شراب ہے جو عقل کو ہلاک کرنے والی نہیں بلکہ اس کو مضبوط کرنے والی ہے۔

خوش ہو جاؤ اے دلہن کی سہیلیو! (یہ بائبل کے حوالے سے آگے اُس رنگ میں بیان فرمایا) کہ خوش ہو جاؤ اے دلہن کی سہیلیو! اور خوشی کے گیت گاؤ کیونکہ دولہا آ پہنچا ہے۔ وہ جس کی تلاش تھی مل گیا ہے۔ وہ جس کا انتظار کیا جا رہا تھا یہاں تک کہ انتظار کرنے والوں کی آنکھیں مدھم پڑ گئی تھیں اب تمہاری آنکھوں کو منور کر رہا ہے۔ مبارک ہے وہ جو خدا کے نام پر آیا۔ ہاں مبارک ہے جو خدا کے نام پر آیا۔ وہ جو اس کو پا لیتے ہیں سب کچھ پا لیتے ہیں اور وہ جو اس کو نہیں دیکھ سکتے وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔" (انوار العلوم جلد 8 صفحہ 415-416۔ دورۂ یورپ)

آپ نے یہ مضمون یہاں ختم فرمایا۔ پس بڑی حکمت سے، بڑی جرأت سے آپ نے اسلام کی خوبیاں بھی بیان کیں اور دعوتِ اسلام بھی دی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، یہ ایک گھنٹے سے زائد کی تقریر تھی۔ اس کا انتہائی مختصر خلاصہ چند نکات کے حوالے سے مَیں نے پیش کیا ہے۔ بہرحال اس تقریر کا حاضرین پر جو اثر ہوا اُس کے بارے میں مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

کانفرنس کے صدر اجلاس نے کہا، جو الفضل کی رپورٹ میں درج ہے کہ:

"مرزا بشیر الدین امام جماعت احمدیہ کے مضمون پڑھے جانے پر سر تھیوڈور ماریسن نے اپنے پریذیڈنشل ریمارکس میں کہا کہ اس (یعنی احمدیہ) سلسلہ اور ایسے ہی زمانِ حال کے دوسرے سلسلوں کا پیدا ہونا ثابت کرتا ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے جس کی تجدید کے متعلق لوگ اعلیٰ مطالعہ جاری رکھتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین نے جن کے ہمراہ بہت سے سبز عماموں والے متبعین تھے فرمایا کہ سلسلہ احمدیہ سلسلہ موسویہ میں سلسلہ عیسویہ کی طرح اسلام میں ایک ضروری اور قدرتی تجدید ہے جس کی غرض کسی نئے (شرعی) قانون کا اجراء نہیں بلکہ اصلی اور حقیقی اسلامی تعلیم کی اشاعت کرنا ہے۔"

(الفضل 30 ستمبر 1924ء نمبر 35 جلد 12 صفحہ 2)

پھر پریذیڈنٹ نے کہا "مجھے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مضمون کی خوبی اور لطافت کا اندازہ خود مضمون نے کرا لیا ہے۔ میں اپنی طرف سے اور حاضرین کی طرف سے مضمون کی خوبیٔ ترتیب، خوبیٔ خیالات اور اعلیٰ درجہ کے طریقِ استدلال کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حاضرین کے چہرے زبانِ حال سے میرے اس کہنے کے ساتھ متفق ہیں۔ اور مَیں یقین کرتا ہوں کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ مَیں اُن کی طرف سے شکریہ ادا کرنے میں حق پر ہوں اور اُن کی ترجمانی کا حق ادا کر رہا ہوں۔ پھر حضور کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مَیں آپ کو لیکچر کی کامیابی پر مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ آپ کا مضمون بہترین مضمون تھا جو آج پڑھے گئے۔" اور اس کے بعد بھی سر تھیوڈر ماریسن جو تھے، وہ سٹیج پر بڑی دیر تک کھڑے رہے اور بعد میں اور بار بار مضمون کی تعریف کرتے رہے۔ (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 452-453)

مضمون کے یہ پوائنٹ میں نے اس لئے بتائے ہیں کہ اس مضمون میں اسلام کی تبلیغ کی گئی تھی۔ آخر میں جو پورا پیرا پڑھا گیا ہے۔ اُس میں تو صاف بتایا گیا کہ جو مسیح آنے والا تھا وہ آ گیا۔

پھر (فری چرچ کے ہیڈ) ڈاکٹر والٹر والش (Dr Walter Walsh) نے جو خود فصیح البیان لیکچرر تھے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: "مَیں نہایت خوش قسمت ہوں کہ مجھے یہ لیکچر سننے کا موقع ملا۔"

پھر قانون کے ایک پروفیسر نے بیان کیا کہ جب مَیں مضمون سن رہا تھا تو یہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ دن گویا ایک نئے دور کا آغاز کرنے والا ہے۔ پھر کہا، اگر آپ لوگ کسی اور طریق سے ہزاروں ہزار روپیہ بھی خرچ کرتے تو اتنی زبردست کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

پھر ایک پادری منش نے کہا کہ تین سال ہوئے مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ حضرت مسیح تیرہ حواریوں کے ساتھ یہاں تشریف لائے ہیں اور اب مَیں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ خواب پورا ہو گیا۔ (میں نے پہلے بارہ حواریوں کا ذکر کیا تھا۔ یہ تیرھویں جو وہاں فنکشن کے وقت موجود تھے وہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب تھے۔ اس طرح تیرہ پورے ہو گئے۔)

مس شارپلز جو کانفرنس کی سیکرٹری ہیں، انہوں نے کہا کہ لوگ اس مضمون کی بہت تعریف کرتے ہیں اور خود ہی بتایا کہ ایک صاحب نے His holiness کے متعلق کہا کہ "یہ اس زمانے کا Luther معلوم ہوتا ہے۔" بعض نے کہا کہ "ان کے سینے میں ایک آگ ہے"۔ ایک نے کہا "یہ تمام پرچوں سے بہتر پرچہ تھا۔"

ایک جرمن پروفیسر نے جلسہ کے بعد سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھ کر حضور کی خدمت میں مبارکباد عرض کی اور کہا "میرے پاس بعض بڑے بڑے انگریز بیٹھے کہہ رہے تھے کہ یہ نادر خیالات ہیں جو ہر روز سننے میں نہیں آتے۔"

مسٹر لین جو انڈیا آفس میں ایک بڑے عہدے دار تھے، انہوں نے تسلیم کیا کہ "خلیفۃ المسیح کا پرچہ سب سے اعلیٰ اور بہترین پرچہ تھا"۔ (تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 453 مطبوعہ ربوہ)

پھر حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک صاحب حضور کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے ہندوستان میں تیس سال کام کیا ہے اور مسلمانوں کے حالات اور دلائل کا مطالعہ کیا ہے۔ کیونکہ میں ایک مشنری کی حیثیت سے ہندوستان میں رہا ہوں مگر جس خوبی، صفائی اور لطافت سے آپ نے آج کے مضمون کو پیش کیا ہے، مَیں نے اس سے پہلے کبھی کسی جگہ بھی نہیں سنا۔ مجھے اس مضمون کو سن کر کیا بلحاظ خیالات اور کیا بلحاظ ترتیب اور کیا بلحاظ دلائل بہت گہرا اثر ہوا ہے۔

پھر ایک صاحب نے کہا جو یہ مضمون سننے کے لئے فرانس سے آئے ہوئے تھے کہ "مَیں عیسائیت پر اسلام کو ترجیح دیا کرتا تھا (عیسائیت کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ اسلام کو ترجیح دیتے تھے۔) اور اسلام پر بدھ ازم کو ترجیح دیا کرتا تھا۔ اب جبکہ میں نے آپ کا مضمون بھی سن لیا ہے اور بدھ ازم کو بھی سنا ہے، میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ واقعی اسلام ہی سب سے بالاتر مذہب ہے۔ جس خوبی سے اور جس خوش اسلوبی سے آپ نے اسلام کو پیش کیا اس کا کوئی دوسرا مذہب مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے دل پر اب اس کا گہرا اثر ہے۔

(الفضل 23 اکتوبر 1924ء جلد 12 نمبر 45 صفحہ 4 کالم 3)

پھر بہت ساری عورتیں بھی آئیں اور انہوں نے اس مضمون کی بہت تعریف کی۔ ایک عورت کہتی ہے کہ بعض نے مجھے کہا کہ .There is a fire in him۔ اس میں ایک آگ ہے۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر مسز شارپلز نے کہا وہ بھی سیکرٹری تھیں، سیکرٹری کی بیوی بھی تھیں اور انتظامیہ میں بھی شامل تھیں۔ کہتی ہیں کہ ایک انگریز میرے پاس آیا اُس نے مجھے کہا کہ چائے پر تو مجھے نہیں بلایا، وہاں چائے کا انتظام بھی تھا، مگر مجھے اجازت دو کہ میں اندر آ جاؤں۔ میری غرض دراصل اس شخص کو دیکھنا ہے جو ہندوستان سے اسلام کو پیش کرنے کے لئے آیا ہے اور احمدیوں کا سردار ہے۔ وہ شخص حضرت صاحب سے ملا، باتیں کیں اور پھر مولوی مبارک علی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مَیں نے بدھ مذہب کے پرچے بھی سنے اور دوسرے پرچے بھی لیکن یہ تمام پرچوں سے بہتر تھا۔ ایک جرمن شخص جو یہاں اُس زمانے میں پروفیسر تھے، انہوں نے جلسے سے واپسی کے وقت سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھ کر (یہ وہی لگتے ہیں جن کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے لیکن یہاں ذرا تفصیل ہے) حضرت کے حضور مبارکباد عرض کی اور کہا، میرے پاس بڑے بڑے انگریز بیٹھے تھے، میں نے دیکھا کہ بعض زانو پر ہاتھ مارتے تھے اور کہتے تھے۔ Rare ideas. One can not hear such ideas everyday. یعنی یہ نہایت نادر خیالات ہیں۔ ایسے خیالات ہر روز سننے میں نہیں آتے۔ وہی جرمن پروفیسر روایت کرتے ہیں کہ بعض جگہ لوگ بے اختیار بول پڑتے تھے کہ What a beautiful and true principles. کیسے خوبصورت اور سچے اصول ہیں۔ اور ان جرمن پروفیسر نے خود اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر کی کہ یہ موقع احمدیوں کے لئے ایک ٹرننگ پوائنٹ ہے۔ اور یہ ایسی کامیابی ہے کہ اگر آپ لوگ ہزاروں پاؤنڈ بھی خرچ کر دیتے تو ایسی شہرت اور کامیابی کبھی نہ ہوتی۔

مسٹر لین کا ذکر ہوا ہے۔ انڈیا آفس کے ایک بڑے عہدیدار تھے۔ وہ لیکچر سن رہے تھے لیکن اُن کی بیوی اُس دن نہیں آئی تھیں۔ انہوں نے جا کر اپنے گھر میں بیوی سے ذکر کیا تو وہ اگلے دن آئیں اور قافلے کے جو لوگ تھے اُن کو ملیں کہ میں کل آ نہیں سکی تھی اور میرے خاوند نے مجھے گھر جا کر بتایا ہے کہ لیکچر کتنا کامیاب اور مقبول ہوا۔

مس گارنر ایک دہریہ اور خدا کی منکر عورت ہے۔ اُس نے کہا کہ It was charmfull۔ یہ ایک دلکش اور اچھا مضمون تھا۔'' ''نہایت اعلیٰ خیالات تھے۔'' ''نئی صداقت'' وغیرہ وغیرہ الفاظ تو اکثر نے استعمال کئے۔

بہائی مذہب کی ایک عورت نے لیکچر سنا اور ہمارے ساتھ ساتھ مکان کے قریب تک چلی۔ وہ کہتی تھی کہ میں بہائی خیالات رکھتی تھی مگر اب آج کا لیکچر سن کر میرے خیالات بدل گئے ہیں۔ مَیں چاہتی ہوں کہ آپ کے زیادہ لیکچر سنوں۔ مجھے اگر مہربانی سے بتائیں کہ کب اور کہاں کہاں لیکچر ہوں گے تو میں ضرور آؤں گی۔

ایک عیسائی عورت مع اپنی لڑکی کے وہاں آئی۔ بڑے خلوص سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پیچھے پیچھے چلی آئی اور درخواست کی کہ میرے مکان پر جمعرات کو چائے کے لئے آئیں۔ حضرت نے مصروفیت کا عذر کیا۔ مگر اس نے بڑے اصرار اور محبت سے درخواست کو منظور کرا لیا اور کہا کہ خواہ کسی وقت آئیں مگر ضرور آئیں۔ ایک شخص نے کہا کہ ایسا پیارا مضمون تھا کہ حب الوطنی سے بھی زیادہ پیارا تھا۔

(الفضل 23 اکتوبر 1924 نمبر 45 جلد 12 صفحہ 4-5)

اخباروں میں جو ذکر ہوا، ان میں سے ایک اخبار کا ذکر سن لیں۔ 'مانچسٹر گارڈین' نے اپنی 24/ستمبر 1924ء کی اشاعت میں لکھا کہ اس کانفرنس میں ایک ہلچل ڈالنے والا واقعہ، جو اُس وقت ظاہر ہوا، وہ آج سہ پہر کو اسلام کے ایک نئے فرقے کا ذکر تھا۔ نئے فرقہ کا لفظ ہم نے آسانی کے لئے اختیار کیا ہے۔ ورنہ یہ لوگ اس کو درست نہیں سمجھتے۔ یہ بھی اُس نے وضاحت کر دی۔ اس فرقے کی بناء ان کے قول کے بموجب آج سے 34 سال پہلے اس مسیح نے ڈالی جس کی پیشگوئی بائبل اور دوسری کتابوں میں ہے۔ اس سلسلے کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے صریح الہام کے ماتحت اس سلسلے کی بنیاد اس لئے رکھی ہے کہ وہ نوعِ انسان کو اسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ تک پہنچائے۔ ایک ہندوستان کے باشندے نے جو سفید دستار باندھے ہوئے ہے اور جس کا چہرہ نورانی اور خوش کُن ہے۔ اور وہ سیاہ داڑھی رکھتا ہے اور جس کا لقب His holiness خلیفۃ المسیح الحاج مرزا بشیر الدین محمود احمد یا اختصار کے ساتھ خلیفۃ المسیح ہے۔ مندرجہ بالا تحدّی اپنے مضمون میں پیش کی۔ جس کا عنوان ہے ''اسلام میں احمدیہ تحریک''۔ آپ کے ایک شاگرد نے جو سرخ رومی ٹوپی پہنے ہوئے تھا آپ کا پرچہ کمال خوبی کے ساتھ پڑھا۔ آپ نے اپنے مضمون کو جس میں زیادہ تر اسلام کی حمایت اور تائید تھی، ایک پُر جوش اپیل کے ساتھ ختم کیا جس میں انہوں نے حاضرین کو اس نئے مسیح اور نئی تعلیم کے قبول کرنے کے لئے مدعو کیا۔ اس بات کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس پرچے کے بعد جس قدر تحسین اور خوشنودی کا چیئرز کے ذریعہ اظہار کیا گیا، اُس سے پہلے کسی پرچے پر ایسا نہیں کیا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 453-454)

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کہتے ہیں کہ مضمون کے خاتمہ پر ریزولیوشن پیش کیا گیا اور اتفاقِ رائے سے پاس کیا گیا کہ ایسے مفید معلومات، علمی خیالات اور اعلیٰ درجہ کے مشورہ کے لئے His Holliness کا شکریہ ادا کیا جائے۔ ایک پروفیسر اور پادری جو اس لیکچر کی خبر پا کر پہلے مکان پر آئے اور پھر ہمارے ساتھ لیکچر کی جگہ تک گئے تھے، بہت متاثر تھے۔ انہوں نے سلسلے کی بعض کتابیں بھی خریدیں۔ وہ لیکچر کی خوبی سے متاثر ہو کر اپنی کرسی سے بار بار اچھلتے نظر آتے تھے۔ بہت کچھ سنا اور پھر آنے کا وعدہ کیا۔ اور اقرار کیا کہ آئندہ میں اسلام کے ان خیالات کو preach کروں گا۔ اُن کی تبلیغ کیا کروں گا۔ اور ٹیچنگز آف اسلام میں جو خیالات بیان کئے گئے ہیں اُن کو لے کر وعظ و تبلیغ کروں گا۔

(ماخوذ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... کا سفر یورپ 1924ء ڈائری از قلم حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ صفحہ 314 تا 316 مطبوعہ ربوہ)

پس یہ مضمون جو پڑھا گیا، یہ بھی اور جو پہلے تیار کیا گیا تھا جیسا کہ میں نے بتایا، وہ لمبا ہونے کی وجہ سے پڑھا نہیں جا سکتا تھا، یہ دونوں مضامین انگلش میں translate ہوئے ہوئے ہیں۔ گو بعض اعداد و شمار جو ہیں، یا مشن ہاؤسز یا جماعت کے کاموں کی جو تفصیل دی گئی ہے، وہ اُس زمانے کی ہے۔ اب تو جماعت اس سے بہت آگے نکل چکی ہے۔ لیکن اس مضمون کی خوبصورتی جو ہے، جو علم ہے اور جو باقی بیان ہے، وہ ابھی بھی قائم ہے۔ اس لئے ہمارا جو انگریزی دان طبقہ ہے اُسے اور نوجوانوں کو بھی یہ ضرور پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ پر بیشمار رحمتیں فرمائے جنہوں نے ہمارے لئے تقریباً ہر مضمون میں بے شمار خزانہ چھوڑا ہے جس کا میں نے پہلے خطبہ میں ذکر کیا تھا۔ انہوں نے ہر ٹاپک (topic) کو ٹچ (touch) کیا ہے۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کو بھی اب اس علمی خزانے کے مختلف زبانوں میں ترجمے جلدی کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کچھ تو کوشش کر رہے ہیں لیکن مزید تیزی کی ضرورت ہے۔

آج بھی مَیں جمعہ (وعصر) کی نمازوں کے بعد ایک جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم کمال احمد کرو صاحب کا ہے۔ ڈنمارک کے رہنے والے تھے۔ 1942ء میں ڈنمارک کے شہر ہوئے بیو (Hojby) میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم کے بعد ٹیچرز یونیورسٹی سے گریجویشن کرنے کے بعد 2003ء تک آپ تاریخ، مذہب، جغرافیہ اور ڈینش زبان کے مضامین پڑھاتے رہے۔ ابھی آپ یونیورسٹی کے طالب علم تھے کہ آپ کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ عبدالسلام میڈیسن صاحب کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کے ذریعہ 1960ء کی دہائی کے شروع میں اُس وقت ان کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جب مکرم میر مسعود صاحب مرحوم وہاں مبلغ تھے اور پھر وفات تک آپ نے جماعت سے نہایت اخلاص اور محبت اور وفا کا تعلق قائم رکھا۔ خلافت اور خلیفہ وقت سے آپ کو نہایت درجہ عقیدت اور محبت تھی، بلکہ عشق تھا۔ مجھے بھی ملے ہیں تو اخلاص و وفا تھی۔ جب مَیں ڈنمارک گیا ہوں تو حالانکہ بیمار بھی تھے پھر بھی جتنے دن ہم وہاں رہے باقاعدہ آیا کرتے تھے۔ مختلف جماعتی عہدوں پر انہوں نے کام کیا۔ نیشنل قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور نیشنل سیکرٹری تبلیغ کی ذمہ داریاں سالہا سال تک نہایت محنت اور صدق و وفا سے نبھاتے رہے۔ تبلیغ کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ ہر موقع پر آپ نے ڈنمارک کے لوگوں کو اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ کی اہلیہ کا کہنا ہے کہ جماعتی کاموں سے فارغ ہو کر جب رات کو دیر سے گھر آتے تھے تو پھر اگلی میٹنگ کی منصوبہ بندی کے لئے بیٹھ جاتے اور نصف رات تک کام کر کے امیر صاحب کو رپورٹ دیتے اور اُس کے بعد آپ سوتے۔ آپ کا حلقۂ احباب بہت وسیع تھا اور ڈینش اکابرین کے ساتھ آپ کے اچھے تعلق تھے۔ امیر صاحب ڈنمارک لکھتے ہیں کہ 89-1988ء میں جب وہ یہاں مبلغ انچارج تھے تو انہوں نے نہایت اطاعت اور فرمانبرداری کے ساتھ جماعتی کاموں میں خاص طور پر شعبہ تبلیغ میں دن رات میری معاونت کی اور اُس وقت جب ڈنمارک کے پرائم منسٹر کو ایک ملاقات میں ڈینش زبان میں قرآنِ کریم کا تحفہ دیا گیا تو کمال کرو صاحب بھی اس وفد میں شامل تھے بلکہ اس ملاقات کا انتظام بھی انہوں نے ہی کیا تھا۔ اس کے علاوہ نوجوانوں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے آپ مسجد نصرت میں ہر جمعہ کی شام کو ایک پروگرام کرتے تھے۔ اس میں بچوں اور بچیوں کے سوالات کے جوابات اور اُن کے مسائل

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

کے حل پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔کئی کتابوں کے مصنف تھے اور جماعتی کتب کے تراجم بھی آپ نے کئے۔ ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے ڈینش ترجمہ کی نظر ثانی کا کام آپ نے کیا۔ جماعت احمدیہ ڈنمارک کا سہ ماہی رسالہ ایکٹو اسلام(Active Islam) کی ادارت کی ذمہ داری کئی سال تک خوش اسلوبی سے سرانجام دی اور اسی طرح ستر اور اسی کی دہائی میں مسلمان ممالک سے آنے والے ریفیوجیز (refugees) کو احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔2004ء میں آپ کو فالج کا حملہ ہوا جس کے باعث آپ معذوری کی زندگی گزارتے رہے لیکن معذوری اور بیماری کے باوجود جمعہ اور جماعتی پروگراموں میں کافی دور سے سفر کرکے شامل ہوتے تھے۔اس کے علاوہ جب بھی امیر صاحب ان کو ملنے کے لئے جاتے تو ہر ملاقات میں جماعت کی ترقی کے بارے میں دریافت کرتے اور مشن ہاؤس کی جو آجکل وہاں نئی تعمیر ہونی ہے اُس کے لئے خاص طور پر پوچھتے۔امیر صاحب سے ہر ملاقات میں میرے بارے میں بھی بار بار پوچھا کرتے تھے کہ خلیفہ وقت کا کیا حال ہے اور کافی جذباتی ہوجایا کرتے تھے۔18رفروری2014ء کو آپ کی طبیعت اچانک ناساز ہوئی اور آپ ہسپتال میں داخل کردیئے گئے۔19رفروری کو صبح ساڑھے پانچ بجے اکہتّر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ نے اپنے پیچھے بیوہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور پانچ پوتے پوتیاں چھوڑے ہیں۔ان کی اہلیہ بھی نہایت درجہ اخلاص کے ساتھ جماعتی پروگرام میں شامل ہوتی ہیں اور ترجمہ کا کام کر رہی ہیں اور بڑی مددگار ہیں۔ یہ غیروں میں بھی کافی معروف تھے۔جو ڈینش الیکٹرانک میڈیا ہے وہاں جوان کے بارے میں بعض کی رائے ہے وہ اس طرح ہے۔ہنریک جینسن (Mr. Henrik Jensen) صاحب ہیں، وہ کہتے ہیں کہ کرو صاحب، ایک بہت عظیم شخصیت جو آج ہم میں نہیں رہی۔کمال صاحب کو ہمیشہ ہی بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ہم جیسے کئی شاگردوں کے دلوں میں اُن کی بہت عزت ہے۔وہ بہت معزز اور عظیم شخصیت تھے۔وہ ایک ایسی شخصیت تھے جو کلاس میں ہر دلعزیز تھی۔کہتے ہیں کہ مَیں خود بھی آج کمال کی طرح تعلیمی شعبہ سے منسلک ہوں۔میرے تمام تعلیمی عرصہ میں کمال میرے لئے ایک نمونہ تھے۔انہیں علمی لحاظ سے اپنے مضامین میں بہت عبور حاصل تھا۔آپ نے ہم میں سے بہتوں کو زندگی کی راہ پر گامزن کردیا ہے۔اور کہتے ہیں کہ سب انسان ہی اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔کچھ نے حاصل کرنے کا علم پالیا ہے۔جبکہ بہت کم تعداد میں وہ لوگ ہیں جو اس نقطہ کو پاگئے کہ انسان زندگی سے زندہ رہنے کا گُر پاسکتا ہے۔

پھر ایک خاتون ہیں وہ بیان کرتی ہیں۔کمال کرو صاحب ایک ایسے استاد تھے جسے انسان کبھی بھلا نہیں سکتا۔مسٹر کینیتھ (Mr. Kenneth) صاحب ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایک ایسے ٹیچر جس سے میں بہت متاثر ہوں۔ایک اچھا اور متقی انسان۔ایک خاتون مس اِنگرتھ (Ms. Ingerrethe) (صحیح تلفظ جو بھی ہے) کہتی ہیں کہ کالج میں میرے بہت سے اور شاگرد تھے جو اپنے سکول کے زمانے میں کمال کرو کے شاگرد رہ چکے تھے۔وہ ہمیشہ کمال کرو کا ذکر بڑی عزت اور تکریم سے کرتے۔مذہب کے مضمون میں یہ شاگرد جو کمال کرو کے زیرِ تعلیم رہ چکے تھے، دیگر ساتھیوں سے بہت آگے ہوتے تھے۔بہر حال اسی طرح کے اور بہت سارے تبصرے ہیں۔

ایک مسٹر مائیکل(Mr Mikael) ہیں وہ کہتے ہیں کہ امید کرتا ہوں کہ ڈنمارک کی سرزمین میں کوئی ایسا ہوگا جو اُن کے کام کو جاری رکھ سکے جو انہوں نے ڈینش عوام اور غیر ممالک سے آنے والے مسلمانوں کے درمیان پُل بنانے اور ان کے درمیان ڈائیلاگ کی فضا پیدا کرنے کے لئے شروع کیا تھا۔افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب ہماری سوسائٹی میں بعض لوگ باہمی تعلقات کو فروغ دینے کی بجائے آگ پر تیل چھڑکنے کا کام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور ان کے بیوی بچوں کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے اور ہمیشہ جماعت سے وابستہ رکھے۔جیسا کہ مَیں نے کہا نمازوں کے بعد ان کا جنازہ غائب انشاءاللہ ادا ہوگا۔

☆☆☆☆

احمدیہ مسجد اوگیلیتے (Oguelete) بینن کی تعمیر اور افتتاح کی مبارک تقریب

(رپورٹ: مرزا انوارالحق۔مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ بینن کو مورخہ 24 جنوری 2014ء بروز جمعۃ المبارک پوبے ریجن کے ایک گاؤں اوگیلیتے (Oguelete) میں احمدیہ مسجد کا افتتاح کرنے کا موقع ملا۔الحمدللہ

ساڑھے گیارہ بجے مسجد کی افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا جس کی صدارت مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے کی۔ تلاوت قرآن کریم ایک خادم حافظ کبیر صاحب نے خوش الحانی سے کی جو کہ بینن جماعت کے پہلے حافظ قرآن ہیں جو دو سال قبل نائیجیریا سے حفظ کرکے آئے تھے۔اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی نظم ’’وہ پیشوا ہمارا‘‘ مکرم عبدالقدوس صاحب ایک لوکل خادم نے اردو میں بہت ہی عمدگی کے ساتھ پڑھی۔

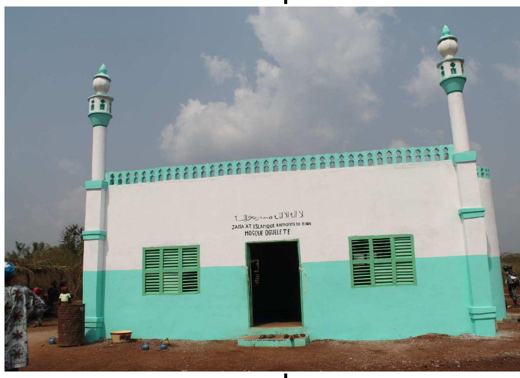

بعد ازاں مکرم مصلحو بکری نائب امیر صاحب نے احباب کو اپنی تقریر میں مسجد کی اہمیت اور آداب کے بارے میں مفید نصائح کیں۔ بعد ازاں مکرم عطاء المنعم ملک صاحب (مبلغ سلسلہ) نے اپنی تقریر میں عبادت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔اس کے بعد علاقے کے لوکل افسران، روایتی بادشاہ اور مسلمانوں کے امام نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور سب نے جماعت کا بہت شکریہ ادا کیا اور برملا یہ بات کہی کہ یہ گرانقدر قربانی اور کاوش جماعت احمدیہ کی یہاں کے عوام کے ساتھ بے لوث محبت کو ظاہر کرتی ہے۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے اپنے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو عبادت کی اہمیت اور مالی قربانی اور مسجد کو آباد رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔اور انہوں نے ہی مسجد میں پہلی نماز جمعہ پڑھائی۔تمام احباب جماعت کی خوشی اس وقت دیدنی تھی۔کیونکہ قبل ازیں یہاں نماز پڑھنے کے لئے کوئی عمارت موجود نہ تھی بلکہ کھلے آسمان کے نیچے صفیں بچھا کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔اور آج اللہ کے فضل سے مسجد نمازیوں سے اتنی بھر گئی کہ لجنہ نے جمعہ مسجد کے باہر ادا کیا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور دعا کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا اختتام ہوا۔ اس تقریب میں کل 306 افراد نے شرکت کی۔12 جماعتوں کی نمائندگی ہوئی۔نیز ایک مرکزی وفد بھی اس تقریب میں شامل ہوا۔مسجد کا مسقّف حصہ 10 میٹر لمبا اور 8 میٹر چوڑا ہے۔جبکہ لوکل جماعت نے 25 میٹر چوڑا اور 25 میٹر لمبا پلاٹ جماعت کو مسجد کی تعمیر کے لیے تحفتاً دیا۔اسی طرح مسجد کی تعمیر میں انفرادی مدد کے علاوہ استعمال ہونے والا پانی جو کہ کافی دور سے لایا جاتا تھا وہ بھی لجنہ نے وافر مہیا کیا۔اسی طرح مسجد کی چھت میں استعمال ہونے والی تمام لکڑی بھی لوکل جماعت نے مہیا کی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ مخلص نمازیوں سے بھرا رکھے اور ہدایت کا مرکز بنائے۔اور جن احباب نے کسی بھی طرح اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔آمین

بینن کی دوسری بڑی یونیورسٹی ’’پاراکو‘‘ میں تراجم قرآن کریم وکتب سلسلہ کی نمائش

(رپورٹ: مظفر احمد ظفر۔مبلغ سلسلہ بینن)

خدا تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات وہدایات کی روشنی میں پاراکو یونیورسٹی میں 17 تا 20 فروری 2014ء کو چار روزہ نمائش تراجم قرآن کریم وکتب سلسلہ کی توفیق ملی۔الحمدللہ علیٰ ذلک

پاراکو یونیورسٹی بینن کی دوسری بڑی یونیورسٹی ہے۔

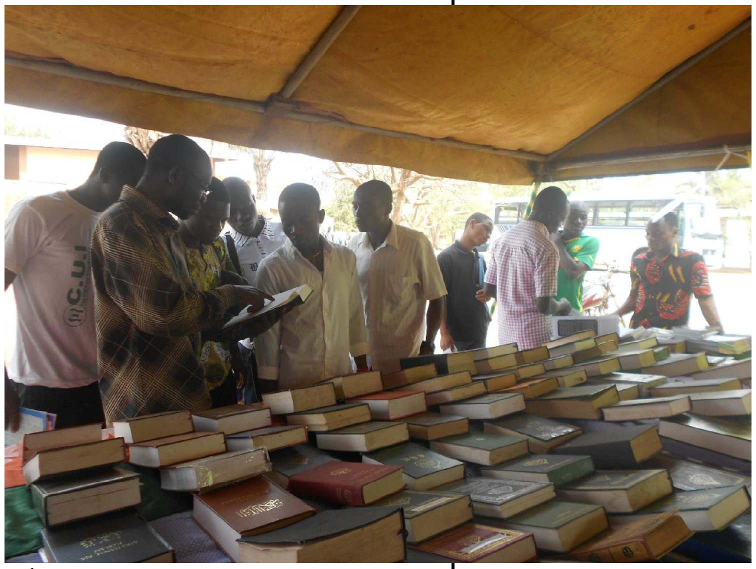

اس کیمپس میں چھ فیکلٹیز (شعبہ جات) ہیں جس میں زراعت، فزکس، قانون، جغرافیہ، طب وغیرہ شامل ہیں اور لگ بھگ بیس ہزار طلباء زیر تعلیم ہیں۔ انتظامیہ نے یونیورسٹی کے اندر مین گیٹ کے قریب نمائش لگانے کی اجازت دی۔تمام فیکلٹیز کے طلباء اور بالعموم کیمپس آنے جانے والے طلباء یہی راستہ استعمال کرتے ہیں۔مجلس خدام الاحمدیہ پاراکو کے خدام نے نمائش کے انعقاد کے لیے وقار عمل کے ذریعہ بہت محنت کی۔ٹینٹ لگوائے اور دوران نمائش ڈیوٹیاں بھی دیتے رہے۔فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء

17 فروری بروز سوموار صبح آٹھ بجے نمائش کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔تلاوت کے بعد مکرم صدر جماعت پاراکو ابراہیم حمزہ صاحب نے نمائش کے انعقاد کے بارے میں بتایا کہ احمدیت دنیا میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا رہی ہے جو کہ امن وآشتی کا پیغام ہے۔نمائش کو آیاتِ قرآنی وحدیث کے فرنچ ترجمہ کے بینرز سے مزین کیا گیا تھا۔نمائش میں ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا بینر آویزاں کیا گیا تھا۔جو ہر ایک کی توجہ کا مرکز رہا۔نمائش صبح 7:30 تا 7:30 شام تک چار روز جاری رہی۔طلباء جوق در جوق قرآن کریم کے تراجم کو دیکھنے آتے رہے اور جماعتی کتب کا مطالعہ کرتے رہے۔طلباء اسلام اور احمدیت کے بارے میں سوال کرتے اور انہیں ان کے سوالوں کے جواب دئے جاتے۔

شعبہ زراعت کے ایک طالبعلم نے کہا کہ میں خدا کا شکر ادا

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

'ادب المسیح'

نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب (مرحوم)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے ماموں مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب گزشتہ دنوں (17 فروری 2014ء) کو بقضائے الٰہی اس دارفانی سے رحلت فرما گئے۔حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 21 فروری 2014ء میں محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپ کی تصنیفات میں سے ایک کتاب 'ادب المسیح' کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ذیل میں مکرم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب مرحوم کی اسی کتاب سے 'نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' کا مضمون ہدیۂ قارئین ہے۔

ہمیں امید ہے کہ جہاں قارئین اس نہایت خوبصورت اور دلکش مضمون سے علمی و روحانی طور پر مستفید ہوں گے وہاں یہ مضمون محترم صاحبزادہ صاحب مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی تحریک کا بھی موجب ہوگا۔ (مدیر)

جس طور سے ہمارے آقا اور مطاع صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کے محبوب ہیں اُسی طور سے آپ کی نعت بھی آپ کی اُمت کی تینوں زبانوں کے شاعروں نے کثرت سے بیان کی ہے۔گو اس کی ابتدا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد ہی سمجھی جاتی ہے مگر حق تو یہ ہے کہ آپ کی اوّل اور حقیقی نعت آپؐ کے اس فرمان سے شروع ہوتی ہے

"کُنْتُ نَبِیًّا وَ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ"

یعنی آپ تقدیر الٰہی میں اُس وقت بھی نبوت کے منصب کے حامل تھے جبکہ آدمؑ پانی اور مٹی کے درمیان تھا (تخلیق نہیں ہوا تھا) اور منصب نبوت ہی آپ کی نعت اور مناقب کا محور اور مرکزی نقطہ ہے۔

"نعت" عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معانی مدح و تعریف کے ہیں۔اردو زبان میں یہ صنف شعر اور یہ اصطلاح فارسی سے آئی ہے کیونکہ عربی میں ثنائے رسول اکرمؐ کو مدح یا اوصافِ رسول اکرمؐ کا عنوان دیا جاتا ہے۔اور یہ بھی ہے کہ فارسی اور اردو میں نعت شعری کلام ہی کو کہتے ہیں۔مگر عربی میں نظم و نثر دونوں میں مناقبِ رسول کا عنوان مدحت و توصیفِ رسول اکرمؐ ہے۔

اسلامی ادب میں ایک مقبول صنف شعر ہونے کی وجہ سے اس پر بہت نقد و نظر ہوا ہے اور اس کے حقیقی منصب کو قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ابتدا میں بیان ہو چکا ہے کہ ہر صنف شعر کا اپنا اسلوب اور طرز بیان ہوتا ہے اور شاعر اپنے کلام کو اس دائرۂ قیود و بند کی پاسداری کے ساتھ ہی تخلیق کرتا ہے۔غزل کو قصیدے کے انداز میں اور قصیدے کو مرثیہ گوئی کی طرز میں تخلیق نہیں کیا جاتا۔کیونکہ غزل کے موضوع عشق و محبت کی واردات ہیں اور قصیدہ کسی کی مدح و ستائش اور مرثیہ کسی وفات پر غم و اندوہ کے اظہار کا نام ہے اور ان سب کی جداگانہ لفظی اور معنوی علامات اور مجاز ہے۔

اس تقسیم اسالیب شعر کے ہونے پر بھی صرف ایک صنف شعر ایسی ہے جو تمام اصناف شعر کے اسلوب میں بیان ہو سکتی ہے اور ہوئی ہے وہ نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اس کا موجب یہ حقیقت ہے کہ مضمون کی مناسبت سے نعت میں عشق رسولؐ غزل کے انداز میں اور قصیدے کے اسلوب میں آپ کی عظمت و شان اور مرثیہ کے اسلوب پر آپ کی وفات کا الم بیان کیا گیا ہے اور بہت ہی خوبصورت انداز سے کیا گیا ہے جیسے کہ محسن کاکوروی کا شوق وارادہ ہے۔اپنے مشہور عالم لامیہ قصیدے میں کہتا ہے:

سب سے اعلیٰ تیری سرکار ہے سب سے اوّل
میرے ایمان مفصّل کا یہی ہے مجمل
ہے تمنا کہ رہے نعت سے میرے خالی
نہ میرا شعر، نہ قطعہ، نہ قصیدہ، نہ غزل

یہ اشعار تو دستور ادب کے بیان میں آ گئے ورنہ قصیدے کی صنف میں ابوطالب کے اس نعتیہ شعر کا کون مقابل ہو سکتا ہے۔

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ
ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

وہ روشن و تابناک چہرے والے جن کے صدقے میں بادلوں سے پانی مانگا جائے وہ یتیموں کے والی اور بیواؤں کی پناہ ہیں۔

ابن ہشام کے حوالے سے ہے کہ مدینہ منورہ میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بارش کے برسنے اور قحط کے آثار اٹھنے پر آنحضرتؐ فداہ ابی و امی نے فرمایا کہ "اگر ابوطالب یہ دیکھتے تو بہت خوش ہوتے"۔کسی نے پوچھا کہ کیا حضور کا اشارہ ان کے اس شعر کی طرف تو نہیں۔آپ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہے۔اس طرز سے یہ شعر ان نعتیہ اشعار میں اوّل مقام پر فائز ہو گیا جس کی صداقت کو آپ حضرتؐ نے قبول فرمایا ہے۔

بیت کے انداز میں حضرت مسیح موعودؑ کا شعر مشاہدہ کریں:

زعشاقِ فرقان و پیغمبریم
بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ہم قرآن اور رسول اکرمؐ کے عاشق ہیں اسی کے ساتھ آئے ہیں اور اسی کے ساتھ جائیں گے۔

اس تسلسل میں خاکسار اپنی محترم مکرم اور پیاری پھوپھی حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ (جو حضرت اقدس علیہ السلام کی دختر نیک اختر تھیں) کی عظیم الشان اور نادر نعت رسول کا یہ ٹیپ کا شعر فراموش نہیں کر سکتا فرماتی ہیں۔

بھیج درود اُس محسن پر تو دن میں سو سو بار
"پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار"
(مصرع ثانی الہام حضرت اقدس ہے)

مَیں اس شعر کو ایک مستقل بیت کے طور پر شمار کرتا ہوں۔اب جبکہ آپ حضرت کی دختر نیک اختر کا ذکر چل نکلا ہے تو میرے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ مَیں ان کی ادبی شان کے بیان میں کچھ کہے بغیر آگے نکل جاؤں۔ایام جاہلیہ کے کسی شاعر نے بہت خوب کہا:

وَمِنْ مَذْھَبِیْ حُبُّ الدِّیَارِ لِاَھْلِھَا
وَ لِلنَّاسِ فِیْ مَا یَعْشَقُوْنَ مَذَاھِبُ

میرے مذہب میں محبوب کی محبت میں اس کے گھر سے محبت کرنا لازم ہے اور لوگوں کے اپنے عشق کے مذاہب مختلف ہوتے ہیں۔

اردو زبان کی اقدار ادبی اور اسالیب شعر کی روشنی میں آپ کا کلام ان تمام ادبی محاسن کا حامل ہے جو اساتذہ اردو شعر نے مقرر کئے ہیں بلکہ ان کا ہم پلہ ہے اور اگر موضوعات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یقیناً ان سب پر فائق ہے۔ایسا ہونا ضروری بھی تھا کیونکہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی گود میں بیٹھ کر ادب حاصل کیا تھا اور اسی درسگاہ میں ادب کے حقیقی موضوعات کی تعلیم پائی تھی۔

نعت رسول میں آپ کا سلام اور درود ایسا ہے کہ دل میں اتر تا جائے۔پاکیزہ بات اور خوبصورت بیان ہے۔صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا۔صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے عنوان سے جو نعت پیش کی ہے وہ دنیائے نعت کے شاہکاروں میں سب سے اوّل رکھی جا سکتی ہے خاص طور پر ہر بند کا اوّل کا مصرعہ تو حُسن دلبری میں بے نظیر ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب میں فرماتی ہیں

اُسوۂ پاکِ خُلقِ ربّانی منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اور فرماتی ہیں:

مصحفِ دید عکسِ یزدانی منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اور کہتی ہیں:

منبعِ جود و فضلِ ربّانی منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اور آخر پر سلام عرض کرنے میں توصیف و منقبت کو ایسی محبت سے پیش کرتی ہیں کہ دریائے حُسن کلام اور حُسن معانی بہنے لگتا ہے۔

اور ٹیپ کے شعر میں کہتی ہیں:

مہرِ عالم طبیبِ روحانی منتہائے کمالِ انسانی
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اسی طور سے آپ کی نعت "پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار" کے عنوان سے ہے۔جس میں بیان ہے کہ ضلالات اور تاریکی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا سورج طلوع ہوتا ہے تو انسانیت کا ہر طبقہ اس سے کس طور پر فیض پاتا ہے۔ایک عظیم الشان نعت ہے خاص طور پر جہاں "عورت" مخاطب ہے۔الغرض نعت مناجات دینِ اسلام اور حضرت مسیح موعودؑ کی محبت میں جس قدر بھی موضوعات ہیں سب اردو ادب کے شاہکار ہیں۔آپ کے کلام کا مجموعہ "دُرِّ عدن" کے نام سے اشاعت پا چکا ہے جو یقیناً اس قابل ہے کہ احمدی بچے اور جوان اس کو حفظ کریں اور اپنے سینوں میں محفوظ کر لیں۔

ان چند الفاظ میں آپ سیّدہ کے کلام کے محاسن پیش کرنے کے بعد ہم اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہیں۔

اور قطعہ کی صنف میں سعدی علیہ الرحمہ کا مشہور عالم اور اُمت میں بہت مقبول قطعہ پیش کرتے ہیں:

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

آپ کو بلندی میں کمال حاصل تھا۔آپ کے حُسن نے تاریکیوں میں اجالا کر دیا۔

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

آپ کے تمام خصائل حسین تھے۔اس پر اور اس کی آل پر درود بھیجو۔

قطعات میں حضرت اقدس کو یہ نعتیہ قطعہ بہت پسند تھا۔

فرمایا: "پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے۔

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سَرا
کرے ہے روح قُدس جس کے دَر کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکیں پہ کہتا ہوں
کہ اُس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 302)

قطعات میں مرثیہ بیان کرنے کا حقیقی منصب تو حضرت حسان بن ثابت کے نصیب میں آیا۔فرماتے ہیں

کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ
فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ

آپ میری آنکھ کی پتلی تھے۔آپ کی وفات پر میری آنکھ اندھی ہوگئی

مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ
فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

آپؐ کے بعد جو چاہے وفات پائے۔مجھے تو آپؐ کی وفات کا خطرہ تھا۔

روایت ہے کہ آپ حضرتؐ ان اشعار کو پڑھ کر زار و قطار روتے تھے اور کہتے تھے کہ کاش یہ شعر آپ نے کہے ہوتے۔

اور مرثیے کے انداز میں فاطمہ زہرا بتولؓ کے یہ دو اشعار بھی ہمیں بہت محبوب ہیں۔فرماتی ہیں۔

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ
اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا

جس نے احمد (ﷺ) کے قبر کی مٹی سونگھی اور اگر وہ عمر بھر کوئی عطر نہ سونگھے تو اس کا کیا نقصان ہوگا؟ (یعنی عمر بھر اس کو کسی عطر کے سونگھنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی)۔

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

مجھ پر وہ مصائب پڑے ہیں کہ اگر دنوں پر یہ مصائب ڈالے جاتے وہ راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔

نعت رسول اکرم ایسے صاحب انصاف اور صاحب بصیرت لوگوں نے بھی بیان کی ہے جن کا آپ حضرت سے روحانی رشتہ بھی نہیں تھا اور مصاحبت بھی نہیں تھی۔ان ہستیوں میں جو سب سے زیادہ محبوب ہستی ہے اور جس کی برجستہ نثری نعت کو آپ کی امت نے ایسا قبول کیا ہے کہ آج تک اُس کا نام عاشقانِ رسول اکرمؐ کے حلقوں میں احترام اور محبت سے یاد کیا جاتا ہے اور اس نثر پر ہزار نظم قربان کی جا سکتی ہے۔

ایک بادیہ نشین صحرا گزین خاتون تھی جن کا نام اُمّ معبد تھا۔ہمارے پیارے آقا و مطاع سے ان کی ملاقات ایسے ہوئی کہ جب آپ حضرتؐ مکّہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف سفر کر رہے تھے تو سر راہ اُن کا خیمہ تھا۔آپ کے قافلے نے وہاں قیام کیا اور خاتون سے کہا کہ اگر تمہارے پاس کچھ کھانے پینے کو ہے تو دو۔اس خاتون نے کہا کہ افسوس ہے کہ کچھ پیش کرنے کو نہیں ہے۔بکریاں صحرا میں چرنے کے لیے جا چکی ہیں۔آنحضرتؐ نے ایک بکری کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس بکری کا دودھ ہی کافی ہوگا۔اس پر خاتون کہنے لگی کہ یہ تو ایک کمزور بکری ہے اسی وجہ سے اس کو ریوڑ کے ساتھ روانہ نہیں کیا گیا۔آپ حضرت نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو میں اس کا دودھ دوہ لوں۔اُس نے کہا کہ ضرور ایسا کریں۔آنحضرتؐ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھن پر ہاتھ رکھا اور ایک برتن مانگا تو اس کا دودھ لبریز ہو کر زمین پر گرنے لگا۔آپ نے خود بھی نوش فرمایا، اپنے ساتھیوں کو بھی پلایا اور بہت سا باقی ماندہ اُمّ معبد کو بھی دیا۔

کچھ دیر کے بعد جب اس کا خاوند آیا اور اس نے دودھ سے

لبریز برتن دیکھا تو استفسار کیا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ اس سوال کے جواب میں (میرے یقین کے مطابق) اس خاتون کی زبان اور چشم بصیرت کو اللہ نے خاص برکت سے نوازا اور اس نے آپؐ کے حسن و جمال اور آپؐ کے وقار اور تمکنت اور آپؐ کے غلاموں کی اطاعت و ایسی فصاحت و بلاغت اور ایسی بصیرت سے بیان کیا کہ آثار اور روایت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا سراپا کوئی پیش نہ کر سکا۔ اس نے کہا:

"میں نے ایک انسان دیکھا پاکیزہ رُو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خُو، ہموار شکم، سر میں بھرے ہوئے بال، زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ و فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں مردانگی و شیرینی، گردن موزوں، روشن اور چمکتے ہوئے دیدہ، سرگیں آنکھ، باریک اور پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے گیسو، جب خاموش رہتے تو چہرہ پُر وقار معلوم ہوتا، جب گفتگو فرماتے تو دل ان کی طرف کھنچتا، دُور سے دیکھو تو نور کا ٹکڑا، قریب سے دیکھو تو حسن و جمال کا آئینہ، بات میٹھی جیسے موتیوں کی لڑی۔ قد نہ ایسا پست کہ کمتر نظر آئے، نہ اتنا دراز کہ معیوب معلوم ہو۔ بلکہ ایک شاخ گل ہے جو شاخوں کے درمیان ہو۔ زیبندہ نظر، والا قدر، ان کے ساتھی ایسے جو ہمہ وقت ان کے گرد و پیش رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتے ہیں تو یہ خاموش سنتے ہیں۔ جب حکم دیتے ہیں تو تعمیل کو جھپٹتے ہیں، مخدوم و مطاع، نہ کوتاہ سخن اور نہ فضول گو۔"

(ابن ہشام، جلد 2 صفحہ 55)

اور غزل کے انداز میں ہمارے پیارے مسیح علیہ السلام کے مقابل پر کیا ہوگا۔ فرماتے ہیں۔

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

میری جان و دل محمدؐ کے جمال پر فدا ہیں۔ اور میری خاک آلِ محمدؐ کے کوچے پر قربان ہے۔

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکان ندائے جلالِ محمدؐ است

میں نے دل کی آنکھوں سے دیکھا اور عقل کے کانوں سے سنا۔ ہر جگہ محمدؐ کے جلال کا شہرہ ہے۔

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

معارف کا یہ دریائے رواں جو میں مخلوق خدا کو دے رہا ہوں۔ یہ محمدؐ کے کمالات کے سمندر میں سے ایک قطرہ ہے۔

ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدیؐ ست
و ایں آبِ من ز آبِ زُلالِ محمدؐ است

یہ میری آگ محمدؐ کے عشق کی آگ کا ایک حصہ ہے اور میرا پانی محمدؐ کے مصفا پانی میں سے لیا ہوا ہے۔

یہ مختصر اور قدرے بے ترتیب بات تو نعت رسول اکرمؐ کے اسلوب شعر اور اس کی ہیئت کے تعلق میں ہے (ہیئت سے مراد اس کی خارجی صورت ہے) مقصد یہ ہے کہ یہ ظاہر کیا جائے کہ نعت رسول اکرمؐ ہی ایک ایسی صنف شعر ہے جس کو ہر اسلوب اور انداز میں رقم کیا گیا ہے اور بہت خوبی سے کیا گیا ہے مگر اس کے مضامین اور انتخاب الفاظ کے اعتبار سے ہر نعت گو پر لازم ہے کہ آداب نعت کا التزام کرے۔

اصولی طور پر آداب نعت کے دو بنیادی عناصر اور شرائط ہیں۔

اوّل:۔ نعت کے مضامین میں رسول اکرمؐ کی عظمت اور شان اور ان سے محبت کے اظہار میں ایسا اعتدال ہو کہ کسی صورت میں ان میں شرک کا شائبہ نہ ہو اور مافوق الفطرت صفات کو بیان نہ کیا جائے۔

دوم:۔ الفاظ کے انتخاب میں ایسا وقار اور تہذیب جو حضرت رسالت مآبؐ کے روحانی منصب کو سزاوار ہے۔

یہ دو اقدار نعت رسول اکرمؐ ہیں جن کو عاشقان رسول نے اور زبان دانوں نے دل و جان سے قبول کیا ہے۔ تاہم ان کی مکمل پاسداری اور احتیاط کے لیے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ ہدیۂ نعت پیش کرنے والے کو حضرت سرورِ انبیاء کے روحانی منصب کا شعور ہو اور آپؐ کی سیرت طیبہ کا تفصیلی علم ہو۔

اوّل مقام پر تو رسول اکرمؐ کے قرب الٰہی کا مقام اور آپ کی سیرت کا علم باری تعالیٰ کو ہی ہے جس نے آپ کو نبوت کے کمالات کے اعتبار سے اور انسان کامل ہونے کے اعتبار سے خود تخلیق کیا ہے۔ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں مراتب کے بیان سے بھرا ہوا ہے۔ ہم اختصار کے پیش نظر دو مقامات کو حضرت مسیح موعودؑ کی تفسیر کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

اوّل مقام پر باری تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ (المائدۃ:16)

اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے:

وَ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ (الاحزاب:47)

آپ حضرتؑ فرماتے ہیں:

"انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرتِ انسانی کے وہ افرادِ عالیہ ہیں جن کو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں۔ اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے۔ جیسا فرمایا ہے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ۔ (الجز 6)۔ وَ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ (الجز 22)۔ **یہی حکمت ہے کہ نور وحی جس کے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیاء کو ملا اور انہیں سے مخصوص ہوا۔**"

(تفسیر حضرت اقدس زیر آیت)

مشاہدہ کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی اور فطرتی مقام کو کن خوبیوں کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے۔ یہی موضوعات آپ کی نعت کے ہیں۔

دوسرے مقام پر اس دنیا میں آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام قرب الٰہی کو تو وہی پیش بیان کر سکتا ہے جو واصل باللہ ہو اور جس کو یہ عرفان خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو باری تعالیٰ کی جناب سے نائب اور وارثِ رسول کا خطاب ملا ہو اور وہ نیابت اور وراثت کے اعتبار سے آپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری تجلّی ہو جیسے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

انبیاء اگرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے

اگرچہ انبیاء بہت ہوئے ہیں مگر میں معرفت الٰہی میں کسی سے کم نہیں ہوں۔

وارثِ مصطفٰے شدم بہ یقیں
شدہ رنگیں برنگِ یارِ حسیں

میں یقیناً مصطفٰے کا وارث ہوں اور اُس حسین محبوب کے رنگ میں رنگین ہوں۔

اور اس عرفان الٰہی اور اتحاد کامل کی بنا پر سیرت رسول اکرمؐ کا حقیقی علم و شعور ہونا بھی آپ ہی کا منصب ہے جو کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔

فرماتے ہیں:

تا مرا دادند از حسنش خبر
شد دلم از عشقِ اُو زیر و زبر

جب سے مجھے اُس کے حسن کی خبر دی گئی ہے۔ میرا دل اُس کے عشق میں بے قرار رہتا ہے۔

منکہ مے بینم رُخِ آں دلبرے
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

میں اُس دلبر کا چہرہ دیکھ رہا ہوں۔ اگر کوئی اُسے دل دے تو میں اُس کے مقابلہ پر جان نثار کردوں۔

ساقیٔ من ہست آں جاں پرورے
ہر زماں مستم کند از ساغرے

وہی روح پرور شخص تو میرا ساقی ہے جو ہمیشہ جامِ شراب سے مجھے سرشار رکھتا ہے۔

محو روئے او شد است ایں روئے من
بوئے اُو آید ز بام و کُوئے من

یہ میرا چہرہ اُس کے چہرہ میں محو اور گم ہو گیا اور میرے مکان اور کوچے سے اُسی کی خوشبو آرہی ہے۔

بسکہ من در عشقِ او ہستم نہاں
من ہمانم ۔ من ہمانم ۔ من ہماں

از بسکہ میں اُس کے عشق میں غائب ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں۔

جانِ من از جانِ اُو یابد غذا
از گریبانم عیاں شد آں ذکا!

میری روح اُس کی روح سے غذا حاصل کرتی ہے اور میرے گریبان سے وہی سورج نکل آیا ہے۔

احمد اندر جانِ احمد شد پدید
اسم من گردید آں اسمِ وحید

احمد کی جان کے اندر احمد ظاہر ہو گیا اس لیے میرا وہی نام ہو گیا جو اس لاثانی انسان کا نام ہے۔

اس مضمون کے اختتام پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نثری فرمان بھی سن لیں جو کہ الہام الٰہی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ ﷺ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔" (ترجمہ: ہر ایک برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے پس بڑا مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی)۔

فرماتے ہیں: "یعنی یہ مخاطبات اور مکالمات کا شرف جو مجھے دیا گیا ہے یہ محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا طفیل ہے اور اسی لئے یہ آپؐ ہی سے ظہور میں آرہے ہیں۔ جس قدر تاثیرات اور برکات و انوار ہیں وہ آپؐ ہی کے ہیں"۔ (دیکھو تفسیر حضرت اقدس سورۃ الاحزاب:41)

ان گزارشات سے یہ حقیقت تو واضح ہو گئی کہ نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرنے کا حقیقی حقدار کون ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ نعت کے دو ہی عنوانات ہیں۔

اوّل یہ کہ باری تعالیٰ سے قرب کی نسبت سے آپؐ کا منصب عالی کیا ہے۔

دوم یہ کہ انسان ہونے کے اعتبار سے آپؐ کے اخلاق اور فضائل عالی کیا ہیں۔

اپنے دستور کے مطابق ہم اوّل قرآن کریم کے فرمودات کو پیش کرتے ہیں۔

اوّل عنوان کے تحت ہم عرض کرتے ہیں کہ دراصل یہ قرآن کریم کا حقیقی موضوع ہے جو تمام موضوعات اور مقاصد قرآن کریم کا محور ہے جیسا کہ سورۃ ہود کی ابتدائی آیات میں فرماتا ہے:

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۚ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ۔ (ھود: 3،2)

حضرت اقدسؑ ان آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ کتاب ایسی ہے کہ اس کی آیات پکی اور استوار ہیں"۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ خدا تعالیٰ کے سوا ہر گز کسی کی پرستش نہ کرو اصل بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی علّت غائی یہی عبادت ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) فرماتے ہیں: "عبادت اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ انسان ہر قسم کی قساوت اور کجی کو دور کر کے زمین کو ایسا صاف کر دے جیسے زمیندار زمین کو صاف کرتا ہے"۔

اور فرمایا: "مَیں پھر کہتا ہوں کہ اللہ کی محبت کے درخت اس میں پیدا ہو کر نشوونما پائیں گے۔ اور وہ اثمار شیریں و طیب ان میں لگیں گے جو اُكُلُهَا دَآئِمٌ (الرعد:36) کے مصداق ہوں گے"۔

(تفسیر حضرت۔ زیر آیت ہود)

اور عبادت نام ہے محبت کے انتہائی مقام کا۔ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا تو ان کو ایسا قرب الٰہی عطا کیا گیا کہ وہ ہر اتباع کرنے والے کو واصل خدا بنا سکیں۔ چنانچہ اوّل عنوان کے تحت یہ فرمان الٰہی پیش کیا جاتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(ال عمران: 32)

حضرت اقدسؑ اس فرمان الٰہی کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"سوال: مسیح نے اپنی نسبت یہ کلمات کہے "میرے پاس آؤ تم جو تھکے اور ماندے ہو کہ میں تمہیں آرام دوں گا"۔ اور یہ کہ "میں روشنی ہوں اور میں راہ ہوں۔ مَیں زندگی اور راستی ہوں"۔ کیا بانی اسلام نے بھی یہ کلمات یا ایسے کلمات کسی جگہ اپنی طرف منسوب کیے ہیں۔

الجواب: قرآن شریف میں صاف فرمایا گیا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ الخ یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ یہ وعدہ کہ میری پیروی سے انسان خدا کا پیارا بن جاتا ہے مسیح کے گزشتہ اقوال پر غالب ہے۔ **کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں کہ انسان خدا کا پیارا ہو جائے۔ پس جس کی راہ پر چلنا انسان کو محبوب الٰہی بنا دیتا ہے اس سے زیادہ کس کا حق ہے کہ اپنے تئیں روشنی کے نام سے موسوم کرے۔**

(تفسیر حضرت اقدس۔ زیر آیت)

ایک اور مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب عالی کے بیان میں فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام تو یہ تھا کہ آپ محبوب الٰہی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کو بھی اس مقام پر پہنچنے کی راہ بتائی جیسا کہ فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی ان کو کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔ اب غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع محبوب الٰہی تو بنا دیتی ہے۔ پھر اور کیا چاہیے"۔ (تفسیر حضرت اقدس زیر آیت)

ایک اور مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب الٰہی ہونے اور ان کے متبعین کو محبت الٰہی کے عطا کرنے کی برکات کے بیان میں ایک عظیم الشان فرمان حضرت اقدس ہے:

"قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اوّل اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ۔ دوم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ تیسرا موہبت الٰہی"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 38)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے بغیر اس کے یہ مقام مل ہی نہیں سکتا"۔ (تفسیر حضرت اقدس زیر آیت)

اِسی مضمون کے تسلسل میں یہ فرمانِ الٰہی بھی ہے کہ رسول اکرمؐ کے اسوہ کے سوا خدا تعالیٰ کا قرب اور وصال حاصل نہیں ہوسکتا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوااللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَاللّٰہَ کَثِیْرًا (الاحزاب:22)

حضرت اقدسؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتّباع سے خدا ملتا ہے اور آپ کے اتّباع کو چھوڑ کر خواہ کوئی ساری عمر ٹکریں مارتا رہے گوہرِ مقصود اس کے ہاتھ میں نہیں آسکتا۔ چنانچہ سعدیؒ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتّباع کی ضرورت بتاتا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق وصفا
ولیکن میفزائے بر مصطفٰے

زہد و ورع میں کوشش کرو مگر محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کے مطابق۔

یہاں تک روحانی اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی منصب و مقام کا ذکر ہوا ہے۔ اب انسانِ کامل ہونے کے اعتبار سے آپ کے خصائلِ مبارکہ اور اخلاقِ حسنہ کو قرآن کریم کے فرمان کے تحت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ (التوبۃ:128)۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ اِس فرمانِ قرآن کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

’’جذب اور عقد ہمت ایک انسان کو اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آجاتا ہے اور ظل اللہ بنتا ہے پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لیے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے اس لیے آپؐ مخلوق کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ یعنی یہ رسول تمہاری تکالیف کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ اس پر سخت گراں ہے اور اسے ہر وقت اس بات کی تڑپ لگی رہتی ہے کہ تم کو بڑے بڑے منافع پہنچیں‘‘۔ (تفسیر حضرت اقدس زیرآیت)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

’’فَاَشَارَ اللّٰہ فِیْ قَوْلِہٖ عَزِیْزٌ وَّ فِیْ قَوْلِہٖ حَرِیْصٌ اِلٰی اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَظْہَرُ صِفَتِہِ الرَّحْمٰنِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ لِاَنَّہٗ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ کُلِّھِمْ وَ لِنَوْعِ الْاِنْسَانِ وَ الْحَیَوَانِ وَ اَھْلِ الْکُفْرِ وَ الْاِیْمَانِ۔ ثُمَّ قَالَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ فَجَعَلَہٗ رَحْمَانًا وَّ رَحِیْمًا۔

ترجمہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عزیز اور حریص کے الفاظ میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے فضل عظیم سے اس کی صفت رحمٰن کے مظہر ہیں کیونکہ آپ کا وجود مبارک سب جہانوں کے لیے رحمت ہے۔ بنی نوع انسان، حیوانات، کافروں، مومنوں سبھی کے لیے۔ پھر فرمایا بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْم اوراس میں آپ کو رحمان اور رحیم کے نام دیئے‘‘۔

(دیکھو تفسیر حضرت اقدس زیرِ آیت)

اوراس مضمون کے تسلسل میں باری تعالیٰ کا یہ فرمان بھی تو ہے۔ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء: 108) اور تجھ کو ہم نے اِس لئے بھیجا ہے کہ تمام عالَم پر نظر رحمت کریں اور نجات کا راستہ اُن پر کھول دیں۔

(دیکھو تفسیر حضرت اقدس زیرِ آیت)

حضرت اقدسؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کرنے کے لئے تجھے نہیں بھیجا بلکہ اِس لئے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جاوے۔ پس جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے رسول ہیں اور تمام دُنیا کے لئے رحمت ہیں اور آپ کی ہمدردی تمام دُنیا سے ہے، نہ کسی خاص قوم سے‘‘۔

(دیکھو تفسیر حضرت اقدس زیرِ آیت)

مزید فرماتے ہیں:

’’تمام دُنیا پر رحم کر کے ہم نے تجھے بھیجا ہے اور عالَمین میں کافر اور بے ایمان اور فاسق اور فاجر بھی داخل ہیں اور اُن کے لئے رحم کا دروازہ اِس طرح پر کھولا کہ قرآن شریف کی ہدایتوں پر چل کر نجات پاسکتے ہیں‘‘۔

(دیکھو تفسیر حضرت اقدس زیرِ آیت)

اور رحمۃٌ للعالَمین ہونے کی نسبت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خُلقِ عظیم عطا کیا۔ جیسے فرماتا ہے: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم :5)۔ حضرت اقدسؑ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’تُو اے نبی! ایک خُلقِ عظیم پر مخلوق ومفطور ہے۔ یعنی اپنی ذات میں تمام مکارمِ اخلاق کا ایسا متمم و مکمّل ہے کہ اُس پر زیادت متصوّر نہیں کیونکہ لفظِ عظیم محاورۂ عرب میں اُس چیز کی صِفت میں بولا جاتا ہے جس کو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو‘‘۔ (دیکھو تفسیر حضرت اقدس زیرِ آیت)

اور مزید تفصیل سے فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے بیشمار خزائن کے دروازے آنحضرتؐ پر کھول دیئے سو آنجنابؐ نے ان سب کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور کسی نوع کی تن پروری میں ایک حبّہ بھی خرچ نہ ہوا۔ نہ کوئی عمارت بنائی، نہ کوئی بارگاہ تیار ہوئی بلکہ ایک چھوٹے سے کچّے کوٹھے میں جس کو غریب لوگوں کے کوٹھوں پر کچھ بھی ترجیح نہ تھی اپنی ساری عمر بسر کی۔ **بدی کرنے والوں سے نیکی کر کے دکھلائی اور وہ جو دل آزار تھے اُن کی مصیبت کے وقت اپنے مال سے خوشی پہنچائی۔ سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر ا اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نانِ جو یا فاقہ اختیار کیا۔ دُنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں پر آنحضرتؐ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دُنیا سے ذرا آلودہ نہ کیا اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار رکھا۔** اور اُس دن سے جو ظہور فرمایا تا اُس دن تک جو اپنے رفیقِ اعلٰی سے جا ملے بجُز اپنے مولیٰ کریم کے کِسی کو کچھ چیز نہ سمجھا اور ہزاروں دشمنوں کے مقابلے پر معرکہ جنگ میں کہ جہاں قتل کیا جانا یقینی امر تھا خالصًا خدا کے لئے کھڑے ہو کر اپنی شجاعت اور وفاداری اور ثابت قدمی دکھلائی۔ غرض جُود اور سخاوت اور زُہد اور قناعت اور مردمی اور شجاعت اور محبتِ الٰہیہ کے متعلق جو جو اخلاقِ فاضلہ ہیں وہ بھی خداوند کریم نے حضرت خاتم الانبیاء میں ایسے ظاہر کئے کہ جن کی مثل نہ کبھی دُنیا میں ظاہر ہوئی اور نہ آئندہ ظاہر ہوگی‘‘۔

(دیکھو تفسیر حضرت اقدس زیرِ آیت)

یہ ہمارے آقا اور سیّدی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ امّی وابی) کی روحانی اور فطرتی مناصب علوی تھے جن کی بنا پر باری تعالیٰ نے صرف یہ حکم ہی نہیں صادر فرمایا کہ آپ حضرت کے نمونے کو اختیار کرو بلکہ یہ اعلان بھی کیا کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے ملائکہ اس رسول پر صلوٰت و درود بھیجتے ہیں اس لئے ہر مومن پر لازم ہے کہ آپ حضرت پر درود وسلام بھیجے۔ باری تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب: 57) خدا اور اس کے سارے فرشتے اُس نبی کریمؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایماندارو تم بھی اُس پر درود بھیجو اور نہایت اِخلاص اور محبت سے سلام کرو‘‘۔

(دیکھو تفسیر حضرت اقدس زیرِ آیت)

اس فرمانِ خداوندی کی تفسیر میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

’’دُنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب: 57) ان قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا صرف ہم اُن نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے جیسے حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء۔ **سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشمِ خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گزشتہ انبیاء کا صدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا‘‘۔** (تفسیر حضرت اقدس زیرآیت)

ایک اور مقام پر عظیم الشان نکتۂ نعتِ رسول اکرمؐ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اللہ تعالیٰ اوراس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم دُرود وسلام بھیجو نبی پر۔ اِس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تعریف یا اَوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظِ خاص نہ فرمایا۔ لفظ تو مِل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ **یعنی آپؐ کے اعمالِ صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرُوں تھی۔ اِس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی رُوح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اِس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درود بھیجیں‘‘۔** (دیکھو تفسیر حضرت اقدس زیرِ آیت)

باری تعالیٰ کے فرمودات اور حضرت اقدس کی تفسیر وتعبیر سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ نعت رسول اکرمؐ کے حقیقی اور بنیادی موضوعات دو ہیں یعنی آپ کا تعلق باللہ اور اپنے متبعین میں اس تعلق کو قائم کرنے کا منصب اور دوسرے آپ کا ہمدردیٔ خلق کا جذبہ اور شوق مگر ایک بہت ہی اہم موضوع جس کا تعلق مومنین کی محبت اور عشقِ رسول سے ہے۔ ہم نے جو آیات منصب رسول اکرمؐ کے بیان میں پیش کی ہیں ان میں یہ معانی بھی مضمر ہیں کہ روحانی منصب اور اخلاق حسنہ کے حصول کے لئے عاشقانہ اتّباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کے فرمان میں واضح ہے کہ محبتِ الٰہی کا وسیلہ آپ کا اتّباع ہے جو محبت رسولؐ سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

اور یہ فرمان کہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا واضح کر رہا ہے کہ ایسا قلبی درود وسلام محبت کے بغیر کیسے نصیب ہوسکتا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ اور مومنین کے درمیان باپ اور اولاد کا رشتہ قائم فرمایا ہے۔ جیسے کہ فرماتا ہے: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَ اَزْوَاجُہٗٓ اُمَّھٰتُھُمْ......الی الآخر (الاحزاب: 7) ترجمہ: نبی مومنوں سے ان کی جان کی نسبت بھی زیادہ قریب ہے اور اِس کی بیویاں اِن کی مائیں ہیں۔ اور یہ حکم بھی دیا ہے کہ تم باری تعالیٰ کو ایسی محبت سے یاد کرو (بلکہ اس سے بھی بڑھ کر) جیسے تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو۔ فَاذْکُرُوااللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا (البقرۃ: 201)

حضرت اقدسؑ باپ بیٹے کے رشتہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: فَاذْکُرُوااللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا۔ یعنی اپنے اللہ عزّ و جلّ کو ایسے دلی جوش محبت سے یاد کرو جیسا باپوں کو یاد کیا جاتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مخدوم اُس وقت باپ سے مشابہ ہوجاتا ہے جب محبت میں غایت درجہ شدت واقعہ ہوجاتی ہے اور حُبّ جو ہر یک کدورت اور غرض سے مصفّا ہے دل کے تمام پردے چیر کر دل کی جڑھ میں اِس طرح سے بیٹھ جاتی ہے کہ گویا اُس کی جُز ہے تب جس قدر جوش محبت اور پیوند شدید اپنے محبوب سے ہے وہ سب حقیقت میں مادرزاد معلوم ہوتا ہے اور ایسا طبیعت سے ہمرنگ اور اُس کی جُز ہوجاتا ہے کہ سعی اور کوشش کا ذریعہ ہرگز یاد نہیں رہتا اور جیسے بیٹے کو اپنے باپ کا وجود تصور کرنے سے ایک روحانی نسبت محسوس ہوتی ہے ایسا ہی اِس کو بھی ہر وقت باطنی طور پر اُس نسبت کا احساس ہوتا رہتا ہے اور جیسے بیٹا باپ کا حُلیہ اور نقوش نمایاں طور پر اپنے چہرہ پر ظاہر رکھتا ہے اور اُس کی رفتار اور کردار اور خو اور بصفائی تمام اُس میں پائی جاتی ہے علی ہذا القیاس یہی حال اِس میں ہوتا ہے۔

(دیکھو تفسیر حضرت اقدس زیرِ آیت)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی تو ہے کہ باپ اور اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا شرط ایمان ہے۔ فرماتے ہیں: لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

(بخاری کتاب الایمان ،باب حبّ الرسول من الایمان)

ترجمہ: ’’تم میں سے کوئی کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے والد اور اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے‘‘

اس مقام تک ہم نے نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب اور اس کے اسالیب ادب کی تعین میں گزارشات کی ہیں اور آپ کی منقبت میں اللہ تعالیٰ کے فرمودات پیش کئے۔

نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان میں ہم نے بہت اختصار سے آنحضرتؐ کے وہ مناقب اور عظمت بیان کی ہے جو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمان کی ہے اور یہی وہ حقیقی اور صداقت پر مبنی عظمت رسول ہے جو آپ کی شایانِ شان ہے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ قرآن کریم کے مناقب کے ذیل میں اور اس کی روشنی میں آنحضرتؐ نے جو اپنی عظمت وشان بیان کی اور اس کو بھی چند الفاظ میں پیش کر دیں۔

احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

مناقب کے بیان سے بھرپور ہیں ہم ان فرمودات میں سے صرف تین اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

اوّل مقام پر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرض منصبی کو بیان کرتے ہیں جس کی بجا آوری کے لئے آپ کو اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا گیا ہے جیسا کہ گزشتہ میں سورہ ہود کی آیت نمبر 2 اور 3 میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ آپ کو خدائے واحد پر ایمان اور صرف اس کی عبادت کے قیام کے لئے مبعوث کیا گیا ہے۔ اس منصب عالی کے بیان میں آپ فرماتے ہیں کہ نوعِ انسانی میں سب سے اوّل آپ کو واحد خدا کی شناخت کا عطیہ دیا گیا اور منصب نبوّت سے سرفراز کیا گیا ہے۔

فرماتے ہیں: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَتٰی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّۃُ قَالَ وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَ الْجَسَدِ۔ (ترمذی ابواب المناقب)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ نے فرمایا اس وقت جب کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

حضرت اقدس اس منصب عالی کے بیان میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوال ''اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ''۔ کیا میں تمہارا خدا نہیں؟ کے جواب میں سب سے اوّل ''بَلٰی'' کہنے والی روح آنحضرتؐ کی تھی اس لئے آپ ''آدمِ توحید'' ہیں۔ فرمایا:

روحِ اُو در گفتن قولِ ''بَلٰی'' اوّل کسے
آدم توحید و پیش از آدمش پیوند یار

ترجمہ: قولِ بَلٰی کہنے میں اس کی روح سب سے اوّل ہے وہ توحید کا آدم ہے اور آدم سے بھی پہلے یار (اللہ) سے اس کا تعلق تھا۔

یہی وہ اوّلین منصب رسول اکرمؐ ہے جس کی ذیل میں آپ کے تمام اسماء ذاتی اور صفاتی آتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابوطفیل سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے ربّ کے نزدیک میرے دس نام ہیں۔ میں محمد۔ احمد۔ فاتح۔ خاتم۔ ابوالقاسم۔ حاشر۔ عاقب۔ ماحی۔ یٰسٓ اور طٰہٰ ہوں''

(خصائص الکبریٰ زیر باب آنحضرتؐ کے اسماء صفاتی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قدر بھی اپنے مناقب بیان فرمائے ہیں وہ سب برحق ہیں اور ہم ان سب کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔ مگر دو فرمودات تو ایسے دلربا ہیں کہ ان میں آپ کی شان کے تعلق میں تمام عظیم الشان مناقب جمع ہوگئے ہیں اور ان میں ہمارے لیے ایک نوید جانفزا بھی ہے کہ آپ جیسا رحیم اور درگزر کرنے والا نبی ہماری شفاعت کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

فرماتے ہیں:

اَلَاوَ اَنَا حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ وَ اَنَاحَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَوَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ۔ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّحَرِّکُ حَلَقَ الْجَنَّۃِ فَیَفْتَحُ اللّٰہُ لِیْ فَیُدْخِلُنِیْھَاوَمَعِیَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَافَخْرَوَاَنَااَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَلَا فَخْرَ۔ (ترمذی ابواب المناقب)

ترجمہ: سن لو! مَیں اللہ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلا شفیع بھی میں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائیگی اور کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا بھی میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے اسے کھولے گا اور مجھے داخل کرے گا۔ میرے ساتھ فقیر و غریب مومن ہوں گے اور کوئی فخر نہیں۔ میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم ہوں لیکن کوئی فخر نہیں۔

اِسی مضمون میں ایک اور بہت پیاری روایت ہے فرماتے ہیں:

ابی سعید قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ بِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَمَامِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ -اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ؟ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ، وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ۔
(ترمذی ابواب المناقب باب ما جاء فی مناقب النبی)

ترجمہ: ابی سعید سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ''میں قیامت کے دن بنی آدم کا سردار ہوں گا مگر کوئی فخر نہیں ہے اور میرے ہاتھ میں حمد باری تعالیٰ کا جھنڈا ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے اور نبیوں میں سب کے سب (آدم اور اس کے سوا) میرے جھنڈے تلے ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے اور سب سے اوّل میرے لئے زمین شق کی جائے گی اور کوئی فخر نہیں ہے۔

اس مضمون میں ایک اور فرمان بھی سُن لیں۔ فرمایا:

...... قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَ اَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَ اَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا یَئِسُوْا وَ لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍبِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ وَلَا فَخْرَ۔ (ترمذی باب المناقب)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے میں ہی اٹھنے والا ہوں۔ جب لوگ وفد بن کر جائیں گے تو میں ہی ان کا خطیب ہوں گا وہ ناامید ہوں گے تو میں ہی ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں گا اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے ربّ کے ہاں اولادِ آدم میں سب سے زیادہ مکرم ہوں گا اور اس پر مجھے فخر نہیں۔

اُردو زبان میں

اب ہم حضرت اقدسؑ کی نعت ہائے رسولؐ کے نمونے پیش کرتے ہیں ابتدا آپ کی اردو نعت سے کرتے ہیں جو اردو زبان میں نعت کا عظیم الشان نمونہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مقام کے بیان میں اور آپ حضرتؐ کے فیض اور آپ سے محبت کے اظہار میں نہایت درجہ سادہ اور سہل زبان میں مگر معارف سے بھری ہوئی نعت سرورِ عالی مقام ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر۔ اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الورٰی یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے۔ بدر الدجٰی یہی ہے

پہلے تو رہ میں ہارے پار اُس نے ہیں اُتارے
میں جاؤں اس کے وارے بس ناخدا یہی ہے

پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دل یار سے مِلائے وہ آشنا یہی ہے

وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس راہ نما یہی ہے

وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے

حق سے جو حُکم آئے سب اُس نے کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اس کی دُوربیں ہے دِل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عینُ الضیاء یہی ہے

جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وُہ ہے۔ مَیں چیز کیا ہوں۔ بس فیصلہ یہی ہے

وُہ دلبرِ یگانہ عِلموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دِکھایا وُہ مہ لِقا یہی ہے

ہم تھے دِلوں کے اندھے سَو سَو دلوں میں پھندے
پھر کھولے جِس نے جِندے وہ مجتبٰی یہی ہے

مشاہدہ کریں کہ کیسا اتبّاع قرآن کریم ہے۔ مطلع ''قد جاء کم من اللّٰہ نور'' سے شروع ہوا ہے اور بہت دلفریب انداز میں بیان ہوا ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے ''نُور'' سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دل بر مِرا یہی ہے

اور بعد کے تین شعر انبیاء علیہم السلام کے مقابل پر آپ کے منصب کے بیان میں ہیں۔ یعنی ''پہلوں سے خوب تر ہے'' سے لے کر ''پردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے'' تک آپؐ کا وہ مقام بیان ہوا ہے جو آپ کو خدا تعالیٰ نے الہامًا بتایا تھا ''پاک محمد مصطفٰی نبیوں کا سردار''۔ آگے بڑھ کر ''وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی'' سے لے کر ''جو رازِ دیں تھے بھارے اُس نے بتائے سارے'' تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام بیان ہوا ہے جو باری تعالیٰ نے لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَاللّٰہَ کَثِیْرًا (الاحزاب:22) کے فرمان میں بیان کیا ہے۔

دوبارہ مشاہدہ کرلیں نہایت درجہ حسین اور دلربا کلام ہے۔ 'وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی' سے لے کر 'دیکھا ہے ہم نے اس سے بس راہ نما یہی ہے'۔ اور آخر پر 'اس نور پر فدا ہوں' سے لے کر 'ہم تھے دلوں کے اندھے' تک ایک والہانہ اظہار محبت ہے اور آنحضرتؐ کے روحانی فیوض کا نذرانۂ تشکر ہے۔ فرماتے ہیں:

ہم تھے دِلوں کے اندھے سَو سَو دلوں میں پھندے
پھر کھولے جِس نے جندے وہ مجتبٰی یہی ہے

اس اسلوب پر ایک اور عظیم الشان نعت کا بھی مشاہدہ کریں۔ اس نعت میں ایک ندرت بیان یہ بھی ہے کہ اس کا مطلع صداقت اسلام کے بیان میں ہے۔ نعت رسول میں یہ اس لحاظ سے نادر بات ہے کہ حقیقت میں آنحضرتؐ کی نعت و منقبت کا مدار اِسی پر ہے کہ آپ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری دین اور آخری کتاب کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اس حقیقت کو آپ نے بہت ہی حسین انداز میں پیش کیا ہے اور یہی آپ حضرت کی نعت کا نقطۂ مرکزی ہے۔

فرماتے ہیں:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دِیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دِکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ہم نے اِسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سُنایا ہم نے

اور دِینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دِکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

اور آگے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نور الٰہی کے حامل ہونے کا بیان ہے اور پھر آپ کی محبت میں اس نور سے نہایت درجہ حصہ پانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک عاشقانہ دعا ہے۔

مصطفٰی پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

فرماتے ہیں:

آؤ لوگو! کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے!!
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آج اِن نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں
دِل کو اِن نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

مصطفٰی پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خُدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مُدام
دِل کو وُہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالَم میں
لاجَرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

اور عشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے محامد میں بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

تیرے مُنہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے

تیری اُلفت سے ہے معمُور مِرا ہر ذرّہ
اپنے سینہ میں یہ اِک شہر بسایا ہم نے

دِلبرا! مُجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

بخدا دِل سے مرے مِٹ گئے سب غیروں کے نقش
جب سے دِل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وُہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج
شورِ محشر تیرے کُوچہ میں مچایا ہم نے

آپؐ کے مناقب میں بے انتہا پُر معرفت اور فرمانِ قرآن کی اتبّاع میں یہ پُرعظمت شعر فرمایا۔

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

یہ شعر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا ترجمہ ہے: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (ال عمران: 111) ہم نے اختصار کی غرض سے شانِ اسلام اور نعتِ رسول اکرمؐ کی نظم سے صرف نعتیہ اشعار کو اختیار کیا ہے کیونکہ ہم شانِ اسلام

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

اے مسیحا! تیرا آنا زندگی آنے کا نام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے قبولیت دعا کے بے شمار نشانات میں سے ایک اعجازی نشان

ایک زندگی بخش آپ بیتی —— ایک روح پرور داستان

(محمد امین خالد۔ ہیمبرگ جرمنی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جَرِیُ اللّٰہ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَآء جب اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے باذنِ الٰہی میدان کارزار میں اترے تو اس فتح نصیب جرنیل کو فتوحات کے لئے جو ہتھیار تھمایا گیا وہ دعا کا ہتھیار تھا۔ جس سے آپ علیہ السلام نے کل عالم کو مقابل پر آنے کے لئے پے در پے چیلنج دیے۔ لیکن کسی ایک میں بھی اتنی ہمت نہ ہوئی کہ اس کاری ہتھیار کے آگے دم مار سکے۔ یہ ہتھیار صرف آپ کی زندگی تک ہی کارگر نہیں تھا بلکہ آپ کے بعد آپ کے خلفاء کو بھی اس کی برکات سے مالا مال کر دیا گیا۔ انہوں نے بھی اسی ہتھیار کے ذریعہ روحانی دنیا کے جہانوں کے جہان فتح کئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات کو اس مادہ پرست دنیا کے سامنے ظاہر و باہر کر دکھایا جسے دنیا دار سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اب مخفی پردوں میں ہے اور کسی کو نظر نہیں آتا۔ آپؑ کے تیسرے جانشین حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کو بھی قبولیت دعا کا اعجاز عطا کیا گیا تھا روئے زمین پر بسنے والے لاکھوں کروڑوں انسانوں نے آپؒ کی قبولیت دعا کے اَن گنت نشانات دیکھے۔ یہ عاجز بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی اور آپ رحمہ اللہ کی قبولیتِ دعا کا ایک جیتا جاگتا نشان بلکہ ایک معجزہ ہے۔

آج سے قریباً اڑتالیس سال قبل جب خاکسار نے ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ اچانک میرے سینے کی ہڈی میں ایسا درد اُٹھا جس نے وقفہ وقفہ کے بعد مستقل اور دائمی شکل اختیار کر لی۔ جب دورے کی صورت میں یہ درد زور پکڑتا تو اس کی تکلیف اور شدت اس قدر ہوتی جیسے تیروں کی بوچھاڑ میرے سینے سے آر پار ہو رہی ہو۔ جس سے میں بے بس، لاچار اور نڈھال ہو جاتا۔ آج بھی اُس کیفیت کو بیان کرنے کا مجھ میں یارا نہیں۔ اور میری توفیق و طاقت سے باہر ہے کہ میں اُس کو لفظوں میں بیان کر سکوں۔ اور پڑھنے والے بھی یقیناً اس کی گہرائی میں اتر کر اس کی شدت کو محسوس نہ کر سکیں۔ کیونکہ 'وہی محسوس کرتا ہے جو خود بیمار ہوتا ہے'۔

میں نے اس درد کے درماں کے لئے دَر دَر کی خاک چھانی۔ کوئی ڈاکٹر، کوئی حکیم اور کوئی طبیب ایسا نہ رہا جس کے پاس مَیں نہ گیا۔ لیکن ہر کسی کی قابلیتیں، تجربے اور استعدادیں اس کے آگے دم توڑ دیتیں اور وہ یہی کہتے کہ یہ انوکھی سی نئی بیماری ہے جو ہمارے علم کی حدود سے باہر ہے۔ ہم اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس درد کو سینے میں اٹھائے ہوئے خاکسار نومبر 1969ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دعا کی عاجزانہ التجا کی۔ حضورؒ نے مزید تشخیص اور علاج کے لئے بہت ہی ماہر پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے پاس لاہور بھجوایا۔ اُن کی وساطت سے متعدد ڈاکٹروں نے میرا معائنہ کیا۔ ڈاکٹروں کے بورڈ نے تفصیلی جائزے کے بعد میرا اپریشن کرنے کا فیصلہ کیا۔ 17 جنوری 1970ء کو خاکسار کا اپریشن ہوا۔ اپریشن کے دوسرے دن میرے استفسار پر ایک ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ تمہارے سینہ کی ایک ہڈی خراب تھی وہ نکال دی گئی ہے۔ اب ٹھیک ہو جاؤ گے۔ ہسپتال سے فراغت کے بعد پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپریشن کی رُوداد بیان کی۔ حضورؒ نے کمال محبت و شفقت سے فرمایا کہ مجھے ڈاکٹروں کی رپورٹ کی کاپی لاکر دکھاؤ تاکہ درد کا سبب معلوم ہو سکے۔ میں واپس جاکر متعلقہ ڈاکٹر سے ملا اور رپورٹ کی کاپی کے حصول کی کوشش کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایک تجرباتی اپریشن تھا اس کی وجہ معلوم کرنے سے ہم بھی قاصر رہے ہیں۔ ابھی کچھ دن نہ گزرے تھے کہ درد نے پھر شدت اختیار کر لی۔ میں نے خود بھی گورنمنٹ طبیہ کالج لاہور سے طب کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔ مَیں نے اپنی اور دیگر معالجین کی تجویز کردہ بہت دوائیں آزمائیں لیکن یوں معلوم ہوتا تھا کہ ان دواؤں کا اصل مرض سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

1978ء میں خاکسار جرمنی آکر ہیمبرگ میں مقیم ہوا۔ اس ترقی یافتہ ملک میں ڈاکٹروں نے علاج معالجہ کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن ان کی بھی کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر جرمنی میں مقیم ایک پاکستانی ڈاکٹر صاحب سے رجوع کیا۔ جب ان کی کوششیں بھی دم توڑ گئیں تو میں نے کسی اور ڈاکٹر کے پاس جانے کی غرض سے ان سے بیماری اور علاج کا ریکارڈ طلب کیا۔ ریکارڈ دیتے ہوئے انہوں نے کہا جس سے چاہو علاج کرا لو تمہارا مرض لاعلاج ہے۔ اس کا زہر تیزی سے دل کی طرف سرایت کر رہا ہے۔ زندگی کے جو دن باقی ہیں اسی طرح گزار لو۔ علاج کے تمام در بند پاکر میری اب یہ کیفیت تھی کہ ؎

عصرِ بیمار کا ہے مرض لادوا کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلامِ مسیح الزماں ہاتھ اٹھا موت بھی آ گئی ہو تو ٹل جائے گی

1980ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ جرمنی کا دورہ کرتے ہوئے ہیمبرگ تشریف لائے۔ میرے دل میں بار بار تحریک ہوئی کہ اگر حضور انور رحمہ اللہ ازراہ شفقت میرے درد کی جگہ پر دم کر دیں یا ہاتھ پھیر دیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے شفا عطا فرما دے گا۔ بجز دعا کی درخواست کرنے کے دم کرنے یا ہاتھ پھیرنے کی درخواست کرنا ہم احمدیوں کے معمول کے خلاف تھا۔ اس لئے ایسی درخواست پیش کرنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ حضور کا استقبال کرنے والے احباب کی ایک قطار میں مَیں بھی کھڑا تھا۔ مَیں نے قطار میں کھڑے کھڑے اپنی قمیص کے دو بٹن کھول لئے تھے۔ جب خاکسار نے حضور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا اور ساتھ ہی اپنی بیماری اور علاج کی روداد عرض کرتے ہوئے بتایا کہ حضور ایک ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ تمہیں آرام نہیں آ سکتا۔ جونہی یہ الفاظ میرے منہ سے نکلے حضور اقدسؒ نے بڑے پُر جلال انداز میں بآوازِ بلند فرمایا 'کون کہتا ہے آرام نہیں آ سکتا؟' پھر حضورؒ نے میری قمیص کا ایک بٹن اپنے دستِ مبارک سے کھولا اور میرے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اپنی انگشتِ مبارک سے میرے پُر درد سینے پر ایک دائرہ سا بنایا اور فرمایا کہ کیا یہاں درد ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی حضور اسی جگہ درد ہوتا ہے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا: 'دعا کریں گے انشاء اللہ آرام آجائے گا گھبرائیں مت!'۔

میں خدائے قادر و قدوس کو حاضر و ناظر جان کر عرض کرتا ہوں کہ 1980ء کی وہ مبارک گھڑی جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینہ پر رکھا اُس وقت سے آج 2013ء تادمِ تحریر 33 سال ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے میری یہ حالت ہے کہ جیسے یہ تکلیف مجھے کبھی ہوئی ہی نہ تھی۔ فالحمدللّٰہ علٰی احسانہٖ۔

اس راز کے آشنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ اُن کا استجابتِ دعا ہی ہے۔ جب ان کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدّت سے بے قراری ہوتی ہے اور اس شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا اُن کی سنتا ہے اور اُس وقت اُن کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح ہے کامل مقبولوں کے ذریعہ وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 20۔21)

ایک اور موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 147۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آج میں جب اُن دُکھ بھرے ایام کی طرف مُڑ کر دیکھتا ہوں کہ کس طرح میں نے وہ درد اور بیماری کے پندرہ سال انگاروں پر لیٹتے ہوئے بسر کئے۔ اور کس طرح خلیفۃ المسیح کے دستِ شفا کی بدولت آنِ واحد میں مولائے مہربان نے مجھے نئی زندگی عطا فرمائی تو میرا روح و بدن شکر کے ساتھ اُس کے حضور جُھک جاتا ہے۔ کبھی یہ سنا کرتے تھے مگر اب تو اس بات کو اپنے وجود میں اترتا ہوا دیکھ رہے ہیں کہ ؎

عیسیٰ کے معجزوں نے مُردے جِلا دیے
محمدؐ کے معجزوں نے عیسیٰ بنا دیے

اُس وقت سے مولا کریم کی رحمت کی گھٹائیں کس قدر سایہ فگن ہیں کہ اس عاجز ناچیز کو مسلسل خدمتِ دین کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ خاکسار اپنے حلقے کا صدر ہونے کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہا ہے۔ مسجد میں نمازوں کی امامت کرانے کا نظامِ سلسلہ سے ارشاد ہوا ہے جس کی حتی المقدور تعمیل کی توفیق مل رہی ہے۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت اور انصار اللہ کے ریجنل و مرکزی اجتماعات کے علمی مقابلہ جات میں بھرپور حصہ لینے کی سعادت باقاعدگی سے مل رہی ہے اور قرآنِ کریم کے مختلف نوعیت کے مقابلہ جات میں اول پوزیشن حاصل کرنے کی بھی بفضلِ تعالیٰ توفیق مل رہی ہے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ایک لمبے عرصہ سے اللہ تعالیٰ مجھ ناچیز سے بچوں کو قرآنِ کریم پڑھانے کی خدمت بھی لے رہا ہے۔ مختلف عمروں کے افراد کی ایک کھیپ قرآنِ کریم پڑھ کر عملی زندگی میں داخل ہو چکی ہے۔ جس کی سعادت بھی خاکسار کو حاصل ہو رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے فارسی کلام میں کیا ہی خوب فرماتے ہیں کہ ؎

اے بے خبر بہ خدمتِ فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

یعنی اے غافل انسان قرآنِ کریم کی خدمت پر کمربستہ ہو جا پیشتر اس کے کہ یہ آواز آئے کہ تو دنیا سے رخصت ہو گیا۔

یہ عاجز ناچیز اپنے ربِّ رحیم کے بے پایاں لطف و کرم پر نظر دوڑاتے ہوئے اُس کے حضور یہ عرض کرتا ہے کہ

کس زباں سے مَیں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ مَیں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا

اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ خلافت احمدیہ حقہ کی دہلیز سے زندگی کے آخری سانس تک وابستہ رکھے اور ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مبارک سایہ ہمارے سروں پر دیر تک سلامت رکھے۔ آمین۔

☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا بھر میں ہزاروں لاکھوں افراد خلافت احمدیہ کی قبولیت دعا کے حیرت انگیز واقعات کا ذاتی تجربہ رکھتے ہیں یا اس پر شاہد ہیں۔ ایسے واقعات جہاں خلافت احمدیہ کی حقّانیت اور اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کا زبردست ثبوت ہیں وہاں ان کا تذکرہ دوسروں کے لئے بھی حد درجہ ایمان افروز ہوتا ہے۔ اگر آپ ایسے روح پرور واقعات و نشانات لکھ کر ہمیں بھجوائیں تو ہماری کوشش ہوگی کہ انہیں اپنے قارئین تک پہنچائیں۔ (ادارہ)

بقیہ: نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم از صفحہ 13

سے متعلق اشعار کو ایک جداگانہ موضوع کے طور پر پیش کریں گے۔ گو یہ نظم اس شان کی ہے کہ اس کا مکمل طور پر مطالعہ کرنا بہت لطف دیتا ہے۔

آخر پر ایک چھوٹی سی صرف چار اشعار پر مشتمل نعت ہے بہت ہی سادہ و پُرکار ہے۔ نعت کے تمام مضمون اس میں جمع ہیں۔ محبت رسول بھی ہے۔ منصب رسول بھی ہے۔ اور شانِ قرآن کریم بھی۔ اور آخر پر بہت پیارے انداز میں فرمایا ہے:

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غُلامِ احمد ہے

غلام احمد اضافت کے ساتھ بہت ہی خوبصورت موازنہ ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیل'' یعنی میری امّت کے علماء ربّانی بنی اسرائیل کے انبیاء کا منصب رکھتے ہیں۔ اور غلام احمد نام کے طور پر بھی حسین ہیں کیونکہ آپ مسیح الزمان ہیں اِن معنوں ہی میں آپ پر خدا کا الہام ہوا اور باری تعالیٰ کی نہایت درجہ حسین نعت ظہور میں آئی۔

الہام حضرت:

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

سبحان اللہ۔ اس نعت کا کون مقابل ہوگا۔

پوری نظم پیش ہے۔

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے
کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخُدا
سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھَل کھایا
میرا بُستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذِکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غُلامِ احمدؐ ہے

(ادب المسیح علیہ السلام۔ صفحہ 242 تا 266)

بقیہ: جماعت احمدیہ کے قیام کے اغراض ومقاصد

از صفحہ نمبر 16

صورت میں بہتا ہوا نظر آئے.......... **خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔** سو یہ گروہ اس کا ایک خاص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ **اور وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔** وہ خود اس کی آب پاشی کرے گا اور اس کو نشو ونما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ **وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔** اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔''

اسی اشتہار میں آپ نے ہدایت فرمائی کہ بیعت کرنے والے اصحاب 20/ مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل صفحہ 192 تا 198)

سلسلۂ بیعت کا آغاز

چنانچہ اس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 23/ مارچ 1889ء کو صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلّہ جدید میں بیعت لی اور حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحبؓ کی روایت کے مطابق بیعت کے تاریخی ریکارڈ کے لئے ایک رجسٹر تیار کیا گیا جس کا نام ''بیعت توبہ برائے تقویٰ وطہارت'' رکھا گیا۔

اس زمانہ میں حضور علیہ السلام بیعت کرنے کے لئے ایک کمرے میں ہر ایک کو الگ الگ بلاتے تھے اور بیعت لیتے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلی بیعت آپ نے حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی لی۔

بیعت کرنے والوں کو نصائح

بیعت کرنے والوں کو نصائح فرماتے ہوئے حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:

''**اس جماعت میں داخل ہو کر اوّل زندگی میں تغیر کرنا چاہئے** کہ خدا پر ایمان سچا ہو اور وہ ہر مصیبت میں کام آئے۔ پھر اس کے احکام کو نظر خفت سے نہ دیکھا جائے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جائے اور عملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جائے۔''

''ہمہ وجوہ اسباب پر سرنگوں ہونا اور اسی پر بھروسہ کرنا اور خدا پر توکل چھوڑ دینا یہ شرک ہے اور گویا خدا کی ہستی سے انکار۔ رعایت اسباب اس حد تک کرنی چاہئے کہ شرک لازم نہ آئے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم رعایت اسباب سے منع نہیں کرتے مگر اس پر بھروسہ کرنے سے منع کرتے ہیں۔ دست درکار دل بایار والی بات ہونی چاہئے''۔

آپؑ فرماتے ہیں: ''دیکھو تم لوگوں نے جو بیعت کی ہے اور اس وقت اقرار کیا ہے اس کا زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن نباہنا مشکل ہے۔ کیونکہ شیطان اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو دین سے لاپروا کر دے۔ دنیا اور اس کے فوائد کو تو وہ آسان دکھاتا ہے اور دین کو بہت دُور۔ اس طرح دل سخت ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے۔ اگر خدا کو راضی کرنا ہے تو اس گناہ سے بچنے کے اقرار کو نبھانے کے لئے ہمت اور کوشش سے تیار رہو۔''

فرمایا: ''فتنہ کی کوئی بات نہ کرو۔ شر نہ پھیلاؤ۔ گالی پر صبر کرو۔ کسی کا مقابلہ نہ کرو۔ جو مقابلہ کرے اس سے بھی سلوک اور نیکی کے ساتھ پیش آؤ۔ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا راضی ہو جائے۔ اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جائے۔''

(ذکر حبیب صفحہ 436 تا 438)

مارچ 1903ء میں عید کا دن تھا، چند احباب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا:

''دیکھو جس قدر آپ لوگوں نے اس وقت بیعت کی ہے (لگتا ہے بیعت کے لئے لوگ آئے ہوئے تھے) اور جو پہلے کر چکے ہیں ان کو چند کلمات بطور نصیحت کے کہتا ہوں۔ چاہئے کہ اسے پوری توجہ سے سنیں''۔

''آپ لوگوں کی یہ بیعت، بیعتِ توبہ ہے۔ توبہ دو طرح ہوتی ہے۔ ایک تو گزشتہ گناہوں سے یعنی ان کی اصلاح کرنے کے واسطے جو کچھ پہلے غلطیاں کر چکا ہے ان کی تلافی کرے اور حتی الوسع ان بگاڑوں کی اصلاح کی کوشش کرنا اور آئندہ کے گناہوں سے باز رہنا اور اپنے آپ کو اس آگ سے بچائے رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ توبہ سے تمام گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ توبہ صدق دل اور خلوص نیت سے ہو اور کوئی پوشیدہ دغا بازی دل کے کسی کونہ میں پوشیدہ نہ ہو۔ وہ دلوں کے پوشیدہ اور مخفی رازوں کو جانتا ہے۔ وہ کسی کے دھوکہ میں نہیں آتا۔ پس چاہئے کہ اس کو دھوکہ دینے کی کوشش نہ کی جاوے اور صدق سے، نہ نفاق سے، اس کے حضور توبہ کی جاوے۔ توبہ انسان کے واسطے کوئی زائد یا بے فائدہ چیز نہیں ہے اور اس کا اثر صرف قیامت پر ہی منحصر نہیں بلکہ اس سے انسان کی دنیا اور دین دونوں سنور جاتے ہیں۔ اور اُسے اِس جہان میں اور آنے والے جہان دونو میں آرام اور خوشحالی نصیب ہوتی ہے۔'' (ملفوظات۔ جلد پنجم۔ صفحہ 187، 188)

(از کتاب ''شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں'' از روئے قرآن و احادیث اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔ صفحہ 1 تا 11۔ ایڈیشن جون 2006ء۔ مطبوعہ لندن)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

''جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ''

سبھی نبیوں کے جُبّے میں خُدا کا پہلواں آیا

تھے جس کے منتظر صدیوں سے سب پیروجواں آیا
سبھی نبیوں کے جُبّے میں خُدا کا پہلواں آیا

مسخ ہر دین کی جب ہو گئی تعلیم دُنیا میں
ہوئی نوعِ بشر تقسیم در تقسیم دُنیا میں
ہر اِک مذہب تھا خواہاں اُس کی ہو تکریم دنیا میں
رِشی اُس کا ہی آئے کر کے پھر تجسیم دنیا میں

مگر اسلام کی قسمت میں یہ زندہ نشاں آیا
سبھی نبیوں کے جُبّے میں خُدا کا پہلواں آیا

مسلمانوں کا مہدی تھا ، نصاریٰ کا وہ عیسیٰؑ تھا
وہ بدھ مت کے لئے گوتم تھا ، ہندمت کا کرشنا تھا
وہی زرتشت تھا اور مُوسوی مذہب کا مُوسےٰ تھا
محمدؐ کی غُلامی ، اُس کا عرشی شرفِ اعلیٰ تھا

صدی اُنیسویں کے سر پہ وہ شاہِ جہاں آیا
سبھی نبیوں کے جُبّے میں خُدا کا پہلواں آیا

کیا دعویٰ تو مُلحد ، کافر و دجّال کہلایا
خُدا کے عشق میں کیا کیا نہ اُس نے نام رکھوایا
مسلسل کفر کے فتووں کا اِک بھونچال سا آیا
تہلکہ وہ مچا کہ شورِ محشر اس سے شرمایا

قیامت جس کا آنا تھا وہ آیا ناگہاں آیا
سبھی نبیوں کے جُبّے میں خُدا کا پہلواں آیا

پڑھو اپنی کتابیں ، پیش گوئیاں پھر سے کھنگالو
نکالو وید اور گیتا ، نظر انجیل پر ڈالو
تدبّر اور تفکّر بھی کرو قُرآں کے متوالو
فقط انکار کا پیشہ ہی نادانو! نہ اپنا لو

جسے آنا تھا اپنے وقت پر وہ مہرباں آیا
سبھی نبیوں کے جُبّے میں خُدا کا پہلواں آیا

پھنسی جب آ کے اِک گرداب میں اسلام کی کشتی
مسلمانوں پہ بے شک چھا گئی جب ذلّت و پستی
صلیبی دین پر جب آگئی تھی شوکت و مستی
یکا یک ہڑبڑا کر جاگ اُٹھی چھوٹی سی اِک بستی

ہوئی مشہور جس کے دم سے ارضِ قادیاں ، آیا
سبھی نبیوں کے جُبّے میں خُدا کا پہلواں آیا

(ارشاد عرشی ملک)

23 مارچ (1889ء) یوم تاسیس جماعت احمدیہ

جماعت احمدیہ کے قیام کے اغراض و مقاصد

آج سے 125 سال قبل 23 مارچ 1889ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ (انڈیا) میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ وہ پودا جو آپ کے ہاتھوں لگایا گیا الٰہی وعدوں کے مطابق نشوونما پاتے ہوئے آج ایک عظیم الشان تناور درخت بن چکا ہے اور اس کی شاخیں اکناف عالم میں قائم ہو چکی ہیں اور جماعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس خلفاء کے زیرنگرانی آج بھی ان روشن راہوں پر تیزی سے گامزن ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعین فرمائی تھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے عہد خلافت کے آغاز سے ہی اس جماعت کے قیام کی اغراض و مقاصد کو تفصیل کے ساتھ احباب جماعت کے سامنے رکھتے ہوئے اس طرف توجہ دلائی ہے اور یہ سلسلہ آپ ایدہ اللہ کے خطبات و خطابات میں مسلسل جاری ہے۔ آپ کے خطبات اور خطابات کی ایک سیریز ''شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں'' کے عنوان سے کتابی صورت میں شائع بھی ہو چکی ہے۔

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب فرمودہ جلسہ سالانہ 2003ء سے ایک حصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

بیعت کیا ہے؟

بیعت ہے کیا؟ اس کی وضاحت میں احادیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے کرتا ہوں۔

حضورؑ فرماتے ہیں: ''**یہ بیعت جو ہے اس کے معنے اصل میں اپنے تئیں بیچ دینا ہے۔** اس کی برکات اور تاثیرات اسی شرط سے وابستہ ہیں جیسے ایک تخم زمین میں بویا جاتا ہے تو اس کی ابتدائی حالت یہی ہوتی ہے کہ گویا وہ کسان کے ہاتھ سے بویا گیا اور اس کا کچھ پتہ نہیں کہ اب وہ کیا ہوگا۔ لیکن اگر وہ تخم عمدہ ہوتا ہے اور اس میں نشوونما کی قوت موجود ہوتی ہے تو خدا کے فضل سے اور اس کسان کی سعی سے وہ اُوپر آتا ہے اور ایک دانہ کا ہزار دانہ بنتا ہے۔ اسی طرح سے **انسان بیعت کنندہ کو اوّل انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنی خودی اور نفسانیت سے الگ ہونا پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے۔ لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اُسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا۔**'' (ملفوظات جلد ششم صفحہ 173 مطبوعہ لندن)

بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں چل کر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے۔ صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے، جو دنیا کے لئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اُسے نہ چھڑا سکے گا۔ اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اُس سے دریافت کرے گا کہ تُو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا؟ اس لئے ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ خدا جو مَلِکُ السّمٰوات وَ الْاَرْضِ ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔''

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 29، 30)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان ارشادات سے واضح ہے کہ بیعت چیز کیا ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک یہ بات سمجھ جائے کہ اس کی ذات اب اس کی اپنی ذات نہیں رہی۔ اب ہمیں بہر حال اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنی ہوگی، ان کا تابع ہونا ہوگا۔ ہمارا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہوگا تو یہی خلاصہ ہے دس شرائط بیعت کا۔

اب مختلف حدیثیں مَیں پیش کرتا ہوں جن میں بیعت کے متعلق مختلف الفاظ ملتے ہیں۔

عائذ اللہ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ عبادہؓ بن صامت ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے غزوۂ بدر میں شمولیت اختیار کی اور جنہوں نے بیعت عقبہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ عبادہؓ بن صامت نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اس وقت فرمائی جب آپ کے گرد صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی کہ آؤ میری اس شرط پر بیعت کرو ''اَلَّا تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا'' کہ تم اللہ کا کسی چیز کو بھی شریک نہ قرار دو گے اور نہ تم چوری کرو گے اور نہ ہی تم زنا کرو گے اور نہ تم اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور نہ تم بہتان طرازی کرو گے اور نہ ہی تم کسی معروف بات میں میری نافرمانی کرو گے۔

پس تم میں سے جس نے اس عہد بیعت کو پورا کر دکھایا تو اس کو اجر دینا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اور جس نے اس عہد میں کچھ بھی کمی کی اور اس کی اسے دنیا میں سزا مل گئی تو یہ سزا اس کے لئے کفّارہ بن جائے گی۔ اور جس نے اس عہد بیعت میں کچھ کمی کی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اگر چاہے تو اسے سزا دے اور اگر وہ پسند فرمائے گا تو اس سے درگزر فرمائے گا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب مناقب الانصار۔ باب وفود الانصار الی النبیؐ بمکۃ وربیعۃ العقبۃ)

پھر ایک حدیث ہے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس شرط پر کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے، آسانی میں بھی اور تنگی میں بھی، خوشی میں بھی اور رنج میں بھی اور ہم اُولوالامر سے نہیں جھگڑیں گے اور جہاں کہیں بھی ہم ہوں گے حق پر قائم رہیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

(بخاری کتاب البیعۃ باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آیت کریمہ ﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَ لَایَسْرِقْنَ وَ لَایَزْنِیْنَ وَلَایَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَایَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَ اَرْجُلِھِنَّ وَلَایَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْلَھُنَّ اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (الممتحنۃ:13) (یعنی اے نبی! جب تیرے پاس عورتیں مسلمان ہو کر آئیں اور بیعت کرنے کی خواہش کریں، اس شرط پر کہ وہ اللہ کا شریک کسی کو نہیں قرار دیں گی اور نہ ہی چوری کریں گی اور نہ ہی زنا کریں گی اور نہ ہی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی کوئی جھوٹا بہتان کسی پر باندھیں گی۔ اور نیک باتوں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو ان کی بیعت لے لیا کر اور ان کے لئے استغفار کیا کر۔ اللہ بہت بخشنے والا (اور) بے حد رحم کرنے والا ہے) کے مطابق عورتوں کی بیعت لیتے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بیعت لیتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک کسی عورت کے ہاتھ سے مَس نہ ہوتا تھا سوائے اُس عورت کے جو آپ کی اپنی ہوتی۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب بیعۃ النساء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بیعت لینے کے آغاز سے قبل بعض نیک فطرت اور اسلام کا درد رکھنے والے بزرگوں کو یہ احساس تھا کہ اس وقت اسلام کی اس ڈولتی کشتی کو ڈوبنے سے بچانے والا اور اسلام کا صحیح درد رکھنے والا اگر کوئی شخص ہے تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں اور یہی مسیح و مہدی بھی ہیں۔ چنانچہ لوگ آپ سے درخواست کیا کرتے تھے کہ آپ بیعت لیں لیکن حضور ہمیشہ یہی جواب دیتے تھے کہ ''لَسْتُ بِمَامُوْرٍ'' (یعنی میں مامور نہیں ہوں)۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے میر عباس علی صاحب کی معرفت مولوی عبدالقادر صاحبؓ کو صاف صاف لکھا کہ ''اس عاجز کی فطرت پر توحید اور تفویض الی اللہ غالب ہے اور .... چونکہ بیعت کے بارے میں اب تک خداوند کریم کی طرف سے کچھ علم نہیں۔ اس لئے تکلف کی راہ میں قدم رکھنا جائز نہیں۔ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا۔ مولوی صاحب اخوّت دین کے بڑھانے میں کوشش کریں۔ اور اخلاص اور محبت کے چشمہ صافی سے اس پودا کی پرورش میں مصروف رہیں تو یہی طریق انشاء اللہ بہت مفید ہوگا۔

(حیات احمد جلد دوم نمبر دوم صفحہ 12۔13)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا حکم

آخر چھ سات سال بعد 1888ء کی پہلی سہ ماہی یعنی شروع کے تین مہینوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بیعت لینے کا ارشاد ہوا۔ یہ ربّانی حکم جن الفاظ میں پہنچا وہ یہ تھے۔ ''اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا۔ اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔

(اشتہار یکم دسمبر 1888ء صفحہ 2)

یعنی جب تُو عزم کرلے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے تحت کشتی تیار کر۔ جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہوگا۔

حضور کی جو طبیعت تھی وہ ایسی تھی کہ اس بات سے کراہت کرتی تھی کہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگ اس سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں۔ اور دل یہ چاہتا تھا کہ اس مبارک سلسلہ میں وہی مبارک لوگ داخل ہوں جن کی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہے اور کچے نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کو ایک ایسی تقریب کا انتظار رہا کہ جو مخلصوں اور منافقوں میں امتیاز کر دکھلائے۔ سو اللہ جلّ شانہٗ نے اپنی کمال حکمت و رحمت سے وہ تقریب اسی سال نومبر 1888ء میں بشیر اول کی وفات سے پیدا کر دی۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ بیٹے تھے) ملک میں آپ کے خلاف ایک شور مخالفت برپا ہوا اور خام خیال بدظن ہو کر الگ ہو گئے لہٰذا آپ کی نگاہ میں یہی موقعہ اس بابرکت سلسلے کی ابتدا کے لئے موزوں قرار پایا۔ اور آپ نے یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ سے بیعت کا اعلان عام فرما دیا۔ حضرت اقدس نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ استخارۂ مسنونہ کے بعد بیعت کے لئے حاضر ہوں۔ (ماخوذ از اشتہار تکمیل تبلیغ 12 رجنوری 1889ء)۔ یعنی پہلے دعا کریں، استخارہ کریں، پھر بیعت کریں۔

اس اشتہار کے بعد حضرت اقدس قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے اور حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے مکان واقع محلّہ جدید میں فروکش ہوئے۔

(حیات احمد جلد سوم حصہ اوّل صفحہ 1)

بیعت کے اغراض و مقاصد

یہاں سے آپ نے 4 رمارچ 1889ء کو ایک اور اشتہار میں بیعت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا:

''**یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے** ہے۔ تا ایسا متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں۔ اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ بھی غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں۔ بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ ڈنمارک کے اکیسویں جلسہ سالانہ کا بابرکت وکامیاب انعقاد

(رپورٹ مرتبہ نعمت اللہ بشارت مبلغ سلسلہ ناکسکو۔ڈنمارک)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ڈنمارک کا اکیسواں جلسہ سالانہ مورخہ 6۔7 جولائی بروز ہفتہ و اتوار مسجد نصرت جہاں۔کوپن ہیگن میں منعقد ہوا۔

جلسہ سالانہ کے پروگرام کا آغاز مورخہ 6۔ جولائی بروز ہفتہ گیارہ بجے صبح لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب سے ہوا۔مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر ومشنری انچارج ڈنمارک نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ انچارج ناروے نے ڈنمارک کا جھنڈا لہرایا۔اس موقع پر محترم امیر صاحب ڈنمارک نے اجتماعی دعا کروائی، ناصرات الاحمدیہ نے مختلف نغمے اور ترانے پیش کیے۔اور احباب جماعت نے پُرجوش نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے۔

افتتاحی اجلاس:

جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب ڈنمارک کے زیر صدارت گیارہ بج کر پندرہ منٹ پر تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم بلاج محمود بٹر صاحب نے کی اور ان آیات کا ڈینش ترجمہ بھی پیش کیا جبکہ مکرم عمر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ ڈنمارک نے ان آیات کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مکرم رانا نوید احمد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔جماعت احمدیہ ڈنمارک کی یہ بہت خوش قسمتی ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت جلسہ سالانہ کے اس مبارک موقع پر ایک خصوصی پیغام بھجوایا۔محترم امیر صاحب نے حضور انور کا یہ پیغام پڑھ کر سنایا۔حضور انور نے اپنے اس پیغام میں علاوہ بعض دیگر امور کے جماعت احمدیہ ڈنمارک کو خلافت احمدیہ کے تابع ایک وجود بن کر رہنے اور احمدیت کے پیغام کو اپنے ملک کے تمام باشندوں تک پہنچانے کی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحدہ بناوے۔ اس کا نام وحدت جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھے جاتے ہیں۔ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں۔ یہ جو نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اس وحدت کے لیے ہیں تا کہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مِل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لیے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نُور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کرکے اُسے قوّت دیوے۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے نظام کو بھی اسی لیے جاری فرمایا ہے کہ بیعت کنندگان میں وحدت پیدا ہو اور سب ایک وجود کے تابع ہوں۔

اس کے بعد مکرم امیر و مبلغ انچارج صاحب ڈنمارک نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں آپ نے نظام خلافت کی اہمیت و برکات پر روشنی ڈالی۔ اور احباب جماعت کو نظام خلافت سے وابستگی اور اس روحانی حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی تلقین فرمائی۔آپ نے جلسہ سالانہ کی برکات کا بھی تذکرہ فرمایا۔ نیز آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ دعائیں پڑھیں جو آپ نے شاملین جلسہ کے لئے کی ہیں۔

اس پہلے اجلاس کے اختتام پر محترم امیر صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔

اجلاس دوم: جلسہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد خاکسار نعمت اللہ بشارت مبلغ سلسلہ ناکسکو کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم رانا نوید احمد صاحب نے کی جس کا ڈینش ترجمہ مکرم عطاء القادر صاحب نیشنل سیکرٹری اشاعت نے پڑھ کر سنایا۔ازاں بعد مکرم عطاء الرحمٰن صاحب نے منظوم کلام پیش کیا۔اس کے بعد حضور انور کے خصوصی پیغام جو حضور انور نے جلسہ سالانہ ڈنمارک کے موقع پر بھجوایا تھا کا ڈینش ترجمہ پیش کیا گیا۔اجلاس کی پہلی تقریر مکرم سید فاروق صاحب نیشنل سیکرٹری جائداد نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت وسوانح کے موضوع پر کی۔آپ نے مختصر مگر جامع الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے دلکش واقعات پیش کیے۔بعد ازاں مکرم ملک عماد الدین صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تبلیغ کے عنوان پر تقریر کی۔آپ نے اپنی تقریر میں تبلیغ کے ضمن میں پیش آنے والی مشکلات اور پھر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے واقعات بیان کیے۔آپ کی اس تقریر کے بعد عزیزم فراز احمد اور عزیز شیراز احمد نے پنجابی زبان میں ایک نظم پیش کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مالی قربانی اور اس کی اہمیت کے موضوع پر تھی جو خاکسار نے کی۔ یہ اجلاس ڈینش زبان میں تھا اور اس میں تمام تقاریر ڈینش میں پیش کی گئیں۔

اس دوسرے اجلاس کے دوران لجنہ اماء اللہ نے اپنا الگ اجلاس منعقد کیا۔جس کی صدارت محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ ڈنمارک نے کی۔اس موقع پر محترمہ مدیحہ خاور صاحبہ نے تلاوت کی اور محترمہ صائمہ راشد صاحبہ نے نظم پیش کی۔اور محترمہ شازیہ مبشرہ صاحبہ نے احمدی عورت کی ذمہ داریوں کے موضوع پر تقریر کی۔

اجلاس سوم: مورخہ 7۔ جولائی بروز اتوار جلسہ سالانہ کے تیسرے اجلاس کی کارروائی ساڑھے گیارہ بجے بعد دوپہر مکرم محترم شاہد احمد کاہلوں صاحب مبلغ انچارج ناروے کی صدارت میں شروع ہوئی۔تلاوت قرآن کریم مکرم غضنفر علی صاحب نے کی جس کا ڈینش ترجمہ مکرم عطاء القادر صاحب نے پیش کیا۔نظم مکرم منصور احمد صاحب نے پیش کی۔اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم طلحہ مجوکہ صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری نے ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر کی اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بعض واقعات خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے طور پر پیش کئے۔اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ وصدر مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک نے کی۔آپ کی تقریر کا موضوع تربیت اولاد تھا۔ آپ نے قرآن وحدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور روزمرہ پیش آمدہ واقعات کی روشنی میں اس مضمون پر روشنی ڈالی۔ آپ کی اس تقریر کے بعد مکرم مصور احمد چیمہ صاحب نے منظوم کلام پیش کیا۔جس کے بعد اس اجلاس کی آخری تقریر انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر تھی جو مہمان خصوصی محترم شاہد احمد کاہلوں صاحب نے کی۔آپ نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ اس مضمون پر روشنی ڈالی۔اور اسلام کے دورِ اوّل اور دورِ ثانی میں مالی قربانی کے عظیم واقعات اور اس کے نتیجہ میں نازل ہونے والے خدا تعالیٰ کے بے شمار افضال کا تذکرہ فرمایا۔نیز آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر ناروے میں تعمیر ہونے والی عظیم الشان مسجد نور کے ضمن میں احباب جماعت ناورے کی بھی بعض قربانیوں کا ذکر فرمایا۔آپ کی اس تقریر کے بعد یہ اجلاس اختتام کو پہنچا۔

اختتامی اجلاس: جلسہ سالانہ ڈنمارک کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم امیر و مبلغ انچارج ڈنمارک کی صدارت میں نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔اس اجلاس میں نظم مکرم مصور احمد چیمہ صاحب نے پیش کی۔اس کے بعد مکرم امیر و مبلغ انچارج صاحب ڈنمارک نے اختتامی خطاب فرمایا۔ آپ نے والدین کے حسن سلوک کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ارشادات پیش کرتے ہوئے نہایت جامع رنگ میں اس موضوع پر روشنی ڈالی اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے عورت کی اعلیٰ تعلیم و تربیت پر نہایت مدلل اور واضح پیغام جماعت کو دیا کہ عورتیں تربیت یافتہ ہوں گی تو اولاد بھی نیک اور تربیت یافتہ ہوگی۔علاوہ ازیں آپ نے اس موقع پر جلسہ سالانہ کے جملہ کارکنان جنہوں نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں انتھک اور بے لوث خدمت کی، کا شکریہ ادا کیا۔اور اختتامی دعا کروائی۔اور اس کے ساتھ یہ بابرکت جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس جلسہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرد وخواتین کی حاضری تین صد سے زائد تھی۔ جلسہ میں جرمنی، ناروے، سویڈن، کینیڈا، امریکہ اور پاکستان سے بھی چند مہمانان کرام شامل ہوئے۔نیز ہماری درخواست پر ناروے سے تین احباب مکرم قاسم احمد انور صاحب، مکرم عبد القدوس عامر صاحب اور مکرم مبارک احمد انور صاحب پر مشتمل ایک ٹیم بھی تشریف لائی جنہوں نے اس موقع پر لنگر کا انتظام چلانے میں گراں قدر تعاون فرمایا۔فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلسہ سالانہ کی تمام برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔اور جلسہ میں شامل ہونے والے تمام احبابِ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث بنیں جو آپؑ نے شاملین جلسہ کے لیے کی ہیں۔

آمین

بقیہ: بینن میں تراجم قرآن کریم کی نمائش

از صفحہ 9

کرتا ہوں کہ جس نے مجھے پہلی دفعہ اتنی زیادہ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم دیکھنے کی توفیق دی۔ یہ تراجم جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی اشاعتِ اسلام اور اشاعت قرآن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

شعبہ زراعت کے پروفیسر شعیب صاحب نے اس نمائش کو وزٹ کیا اور اپنے تاثرات میں بتایا کہ ”میں تعلیم کے حصول کے لئے جرمنی میں مقیم رہا۔لیکن مجھے وہاں جرمن ترجمہ قرآن نہ مل سکا لیکن آج مجھے اس نمائش میں 50 سے زائد تراجم دیکھنے کی توفیق ملی جس میں جرمن زبان میں ترجمہ بھی شامل ہے۔میں جماعت احمدیہ کی قرآن کی اشاعت وترویج کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔احمدیہ جماعت پوری دنیا میں اسلام کو پھیلا رہی ہے۔میرے شعبہ کے احمدی پروفیسر داؤدا اسحاق صاحب نے مجھے اسلامی اصول کی فلاسفی تحفہ میں دی۔ میں نے اس کتاب کو پڑھا ہے۔ یہ اسلام کے دفاع میں مفید کتاب ہے ہر ایک کو پڑھنی چاہیے“

شعبہ زراعت کے ہی ایک پروفیسر نمائش دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔ دورانِ نمائش انہوں نے World Crisis and the Pathway to Peace کو دیکھا اور حضور انور کے خطبات کا مطالعہ کیا جو کہ امریکہ اور برطانیہ کی پارلیمنٹ میں دیا گیا۔موصوف نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ مسلمانوں میں ایک لیڈر خلیفۃ ہے جو کہ اُن کے لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتا ہے اور انہیں اسلام کی حقیقی تعلیم پیش کر سکتا ہے اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دے سکتا ہے۔کیمپس میں اسلامک تنظیم کے طلباء نے بھی نمائش کا وزٹ کیا۔انہوں نے جماعت احمدیہ کی کوششوں کو سراہا۔ایک طالب علم نے کہا کہ آج ہمیں خوشی ہے اور ہم فخر سے غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دے سکتے ہیں کہ اسلام ایک پُر امن مذہب ہے۔یونیورسٹی کے غیر مسلم طلباء نے تراجم قرآن کریم میں بڑی دلچسپی لی۔ غیر مسلم طلباء نے اسلام اور بانی اسلام کے بارے میں سوال کیے۔ خدا کے فضل سے چاردن یونیورسٹی کے اساتذہ وطلباء وطالبات نے نمائش کا وزٹ کیا۔جن کی تعداد 5570 سے زائد ہے۔

طلباء میں احمدیت کا تعارف، جہاد کا حقیقی اسلامی تصور، آمد حضرت مسیح موعودؑ کے 7000 پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔80500 فرانک سیفا کی کتب فروخت ہوئیں اس نمائش کے دوران 10 سے زائد خدام نے ڈیوٹی دی جو کہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔اس نمائش کے انعقاد میں مکرم داؤدا اسحاق صاحب پروفیسر پاراکو یونیورسٹی، صدر صاحب پاراکو قائد مجلس پاراکو یعقوب فیصل، اکوبی خالد صاحب سیکرٹری زراعت بینن، اور خدام الاحمدیہ پاراکو نے بہت تعاون کیا۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اس نمائش میں ترجمہ قرآن فرنچ، اسلامی اصول کی فلاسفی، سیرۃ رسول کریم ﷺ اور World Crisis and the Pathway to Peace توجہ کا مرکز رہیں۔طلباء گھنٹوں ان کتب کا مطالعہ کرتے رہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نمائش کے ذریعے لوگوں کو حقیقی اسلام کی طرف لائے۔اور انہیں حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کی توفیق دے۔آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

عشق ووفا، ایثاروقربانی، صبروحوصلے اور بلندعزم وہمت کی لازوال داستان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/اگست 2010ء میں شامل اشاعت مکرم محمد محمود طاہر صاحب کے ایک مضمون میں سانحہ لاہور 28 مئی 2010ء کے حوالہ سے چندایمان افروز واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

دارالذکر لاہور کا وہ ہال جو 28/مئی 2010ء کو انسانوں کی قربان گاہ کا ایک منظر پیش کر رہا تھا، جہاں درجنوں عباد الرحمٰن نے اپنے خون سے اس کے درودیوار اور فرش کو نہلا دیا تھا۔ وہ ہال اگلے جمعہ بھی ذکر الٰہی سے ویسا ہی سجا ہوا تھا اور ویسے ہی فرزندان توحید سے پُر تھا جیسا کہ اس کا معمول تھا۔ حاضرین کے پائے ثبات میں جرأت و بہادری اور استقامت کا عنصر غالب نظر آرہا تھا۔ اور یہ اللہ ہی کی مدد، اس کی تائیدو نصرت اور اس کی طرف سے عطا کردہ سکینت تھی۔

آفرین ہے جاں نثاروں کے لواحقین پر کہ اگلے جمعہ پر بھی وہیں محو عبادت تھے جہاں ایک ہفتہ قبل اُن کے پیاروں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ امیر صاحب ضلع لاہور محترم منیر احمد شیخ صاحب نے دارالذکر میں اپنی جان اپنے مالک حقیقی کو پیش کی۔ آپ کے بچے جو عموماً ماڈل ٹاؤن بیت النور میں جمعہ پڑھتے ہیں (اور 28 مئی کو بھی وہیں تھے)، 4 جون کو دارالذکر کے محراب میں نماز ادا کر رہے تھے جہاں ان کے پیارے والد محترم نے جام شہادت نوش کیا تھا۔

سینکڑوں احمدی خاندان اس عظیم سانحہ سے براہ راست متاثر ہوئے۔ لیکن جہاں عورتوں کے سُہاگ لُٹ گئے، جہاں ماؤں نے اپنے جگر گوشوں کو کھو دیا، جہاں معصوم بچے اپنے باپوں کے سایہ سے محروم ہوگئے، جہاں بہنوں نے اپنے جوان بھائی گنوا دیئے، وہاں ہرزبان پر یہی فقرہ تھا: اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مجھے متعدد شہداء کی فیملیز سے ملاقات کر کے اُن کے بلند حوصلے، تسکین قلب اور عدیم المثال صبر کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ سب سے بڑھ کر لواحقین کی طرف سے اس بات پر اظہار مسرت تھا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہرشہید کے گھر فون کر کے ان کے احوال معلوم کر کے ان کے حوصلے کو بلند کیا۔ یہ وہ کیفیت ہے جو دراصل برکات خلافت کے نتیجہ میں ہی ملا کرتی ہے۔ ہاں وہ خلافت جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ خوف کی حالت کو امن میں بدل دیتا ہے۔

شہداء کے ایثار و قربانی اور جرأت و بہادری کے عظیم نمونوں سے بھی آگاہی ہوئی۔ بیت النور میں نہتے نوجوانوں نے آتشیں اسلحہ سے لیس اور خودکُش جیکٹ پہنے دو حملہ آور دہشتگردوں کو زندہ پکڑ کر قانون کے حوالہ کیا۔ ان میں سے ایک نوجوان نے جب دہشتگرد کی آگ اگلتی ہوئی بندوق پر ہاتھ ڈالا تو شدید گرم بندوق سے اُس کا ہاتھ مجروح ہوگیا لیکن اُس نے گرفت ڈھیلی نہیں کی۔ بیت النور ماڈل ٹاؤن کے سیکیورٹی گارڈ محمد انور نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا کہ میری لاش سے گزر کر ہی کوئی مسجد میں داخل ہوگا۔ جاں نثار منور احمد قیصر صاحب دارالذکر لاہور میں سالہاسال سے گیٹ پر سیکیورٹی کی ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ بہادری کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ کوئی مجھے گرائے گا تو آگے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات پوری کی اور جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ دارالذکر کے ابتدائی جاں نثاروں میں شامل ہوئے۔

عزیزم ولید احمد شہید منفرد اعزاز کے حامل ہیں کہ دادا بھی شہید اور نانا بھی شہید۔ آفرین ہے ولید کے والد محمد منور پر کہ جس کا اکلوتا بیٹا شہید ہوگیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا ''میرے والد بھی شہید اور میرا بیٹا بھی شہید ہوگیا۔ میرا بیٹا آگے نکل گیا مَیں پیچھے رہ گیا''۔

دارالذکر میں شہادت کا اعزاز پانے والے ایک مخلص نومبائع مکرم ظفر اقبال صاحب باغبانپورہ لاہور بھی تھے۔ مارچ 2009ء میں بیعت کی اور بڑی تیزی کے ساتھ اخلاص و وفا میں ترقی کی۔ جمعہ بڑے شوق کے ساتھ دارالذکر میں پڑھا کرتے تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ مخالفت ہوئی تو زیادہ سے زیادہ مار دیئے جائیں گے اور شہادت مل جائے گی۔ اللہ نے ان کی بات پوری کی۔ ان کی اہلیہ نے ان کے بارہ میں کہا کہ یہ احمدی ہونے سے پہلے مخالفت میں جس قدر جوشیلے تھے اتنے ہی جوشیلے احمدیت میں آنے کے بعد ہوگئے۔ ان کے لواحقین ان کی شہادت کو اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہیں اور دوسروں کو تسلیاں دیتے ہیں۔ یہ ہے احمدیت کا کردار جو اَور کہیں نظر نہیں آتا۔

مغلپورہ کے ایک جواں عمر شہید مکرم منصور احمد صاحب کے چار کمسن بچے ہیں اور سب وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ بڑی بچی صرف چھ سال کی اور اس کے بعد بیٹا چار سال کا ہے لیکن حیرت ہوتی تھی کہ دونوں بچوں کو لمبی لمبی نظمیں یاد تھیں۔ شہید مرحوم بچوں کو موبائل فون میں نظمیں ریکارڈ کر کے دیتے، وقف نو کی کلاسز پر باقاعدگی کے ساتھ لے کر جاتے۔ اور خود دارالذکر میں پہلی صف میں جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ اُن کی والدہ نے کہا کہ مجھے شوق تھا کہ میرے بچے میرا نام پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو شہادت دی ہے۔ یہ کیسی عظیم مائیں ہیں جو اپنے جگر گوشوں کی قربانیوں پر نازاں ہیں۔ اسی قسم کا اظہار محمد شاہد کی والدہ نے بھی کیا کہ میرا بیٹا سب بیٹوں سے اچھا اور خوبیوں کا مالک تھا اور واقعۃً اس لائق تھا کہ وہ اللہ کے حضور قربانی کے لئے پیش کیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے پوتے محترم میاں منیر عمر صاحب آف ماڈل ٹاؤن نے بھی جام شہادت نوش کر کے خاندان حضرت خلیفہ اوّل کے خون کو بھی گلشن احمدیت کی آبیاری کے لئے پیش کر دیا۔

محترم محمود احمد شاد صاحب مربی سلسلہ نے مسجد بیت النور میں منبر پر احباب جماعت کو دعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر کے واقفین زندگی کے لئے بھی مثال قائم کر دی۔ بہت ہی مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک اور علمی مزاج کے حامل تھے۔ آپ کو متعدد بار دھمکیاں ملتی رہیں لیکن کبھی مرعوب نہیں ہوئے۔

اس سانحہ کے دوران ڈیڑھ صد کے قریب لوگ زخمی ہوئے۔ ان کے حوصلے بلند ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے اُن کو بھی سکینت سے نوازا ہے۔ اس کی ایک 'معصوم مثال' ایک پیاری سی کم عمر بچی چار سالہ عزیزہ نور فاطمہ کی ہے جو کہ اپنے ابا محمد اعجاز صاحب آف مغلپورہ اور دو اطفال بھائیوں کے ہمراہ دارالذکر میں جمعہ پڑھنے آئی تھی۔ ان سب کو گرنیڈ کے پھٹنے سے زخم آئے لیکن سب سے گہرا زخم نور فاطمہ کو اس کے رخسار پر آیا جو ڈیڑھ انچ کے قریب تھا۔ لیکن آفرین ہے اس معصوم بچی پر کہ تین گھنٹے مربی ہاؤس میں محبوس رہی۔ لیکن رونا تو درکنار ایک بار اُف تک نہیں کی اور جب دوسرے لوگ بولتے تو یہ انگلی کے اشارے سے منع کرتی کہ باہر گندے لوگ ہیں خاموش رہیں۔ اس پر یہ تسکین یقیناً اللہ کے فرشتے اُتار رہے تھے۔

شہداء کی قربانی اور ان کے لواحقین کے صبرو رضا کی داستان بہت طویل ہے۔ ان شہادتوں کی ایک شان یہ بھی ہے کہ دونوں مقامات پر جماعت لاہور کی مرکزی قیادت کو جام شہادت نوش کرنے کی توفیق ملی۔ دارالذکر میں محترم منیر اے شیخ صاحب امیر جماعت لاہور اور بیت النور میں میجر جنرل ناصر احمد صاحب صدر جماعت ماڈل ٹاؤن راہ مولیٰ میں قربان ہوئے۔ اس طرح آپ حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ اس شعر کی بھی عملی تصویر بن گئے کہ:

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آں منم کاندر میان خاک وخوں بینی سرے

کہ میں وہ نہیں ہوں کہ جس کی بروز جنگ پشت نظر آئے بلکہ مَیں وہ ہوں جسے تُو میدانِ جنگ میں خاک و خون سے لتھڑا ہوا پائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت سید عبداللطیفؓ شہید کی شہادت پر فرمایا تھا: 'اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تُو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں میری موت کے بعد رہیں گے مَیں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے'۔ آج حضرت مسیح موعودؑ کے غلام آپؑ کی وفات کے سو سال بعد بھی وہی نمونہ دکھلا رہے ہیں جس کی مثال حضرت صاحبزادہ صاحبؓ نے قائم کی تھی۔

لوئی پاسچر (Louis Pasteur)

پرانے زمانہ میں اگر کسی کو پاگل کتا کاٹ لیتا تو مریض کا علاج لوہار کیا کرتا تھا۔ یہ علاج ایک سیخ کے ذریعہ کیا جاتا جسے دہکتے انگاروں پر سرخ کر کے پھر اس سے مریض کے زخم کو داغ دیا جاتا۔ اس علاج سے عام طور پر نہ مرض رہتا اور نہ مریض۔ لوئی پاسچر نے بھی کئی بار گاؤں کے لوہار کو یہ عملِ جراحی کرتے ہوئے دیکھا۔ پاسچر 1822ء میں فرانس کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ نپولین کی فوج میں سارجنٹ تھا مگر نپولین کی معزولی کے بعد وہ فوج سے مستعفی ہوگیا اور چمڑا بنانے کا کام کرنے لگا۔ اُس کی خواہش تھی کہ اُس کا بیٹا پاسچر پڑھ لکھ کر سکول ماسٹر بنے جبکہ پاسچر کو صرف تصویریں بنانے کا ہی شوق تھا۔

پاسچر نے ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کرلی تو باپ نے اُسے پیرس بھیج دیا تاکہ وہ سکول ماسٹری کی تعلیم لے۔ لیکن وہاں اُس کا دل نہ لگا اور وہ بیمار ہوگیا۔ واپس گھر آکر صحتیاب ہوا تو ایک دوسرے شہر میں بھجوا دیا گیا جہاں اُس نے سائنس میں بی اے کیا۔ اُس کے سرٹیفکیٹ پر خاص طور پر تحریر تھا کہ یہ کیمسٹری میں کمزور ہے۔

پھر پاسچر نے پیرس کی ایک یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ وہ زیادہ تر وقت کیمسٹری کے تجربات کرنے میں صَرف کرتا۔ وہاں کے ایک پروفیسر روشنی اور تیزاب پر کوئی تجربہ کر رہے تھے لیکن کامیابی نہیں ہو پا رہی تھی۔ پاسچر نے اس تجربہ میں کامیابی حاصل کرلی تو پروفیسر نے خوش ہوکر اُس کو اسٹراس برگ کی یونیورسٹی کے شعبہ کیمیا کا صدر بنوا دیا۔ کچھ عرصہ بعد پاسچر نے اس یونیورسٹی کے ڈائریکٹر کی بیٹی سے شادی کرلی۔

ایک روز پروفیسر پاسچر کو شراب کے ایک کارخانہ میں مدعو کیا گیا جہاں بعض حوضوں میں بننے والی شراب بدمزا تھی اور بعض کی خوش ذائقہ تھی۔ پاسچر نے دونوں اقسام کی شراب پر اپنے تجربات کے نتیجہ میں خوردبین کی مدد سے جراثیم کا اصول دریافت کیا اور یہ اس کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔

لوئی پاسچر نے پاگل کتے کے کاٹے کا علاج بھی دریافت کیا۔ اس تحقیق کے دوران اُس کی زندگی بھی ہر وقت خطرہ میں رہتی۔ ایک بار تو کتّوں کا زہریلا لعاب شیشے کی نالی کے ذریعے کھینچتے ہوئے اُس کے منہ میں چلا گیا۔ لیکن پاسچر نے آخر اپنا ٹیکہ تیار کرلیا۔ یہ ٹیکہ ایک پاگل کتے کو لگایا گیا تو وہ اچھا ہوگیا۔ اب سوال پیدا ہوا کہ کیا آدمی کو بھی یہ ٹیکہ لگایا جاسکتا ہے اور اس میں دوا کی مقدار کتنی ہو؟ ایک روز ایک نو سال کا بچہ اُس کے پاس لایا گیا جسے چند روز پہلے پاگل کتے نے کاٹ لیا تھا اور اب اس کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی۔ پاسچر 9 دن تک اُس کو ٹیکے لگاتا رہا۔ تین ہفتے کے بعد بچے کی حالت سنبھلنے لگی اور تین مہینے بعد وہ بالکل اچھا ہوگیا۔ اس تجربہ نے پاسچر کو شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا اور اُسے اخباروں نے ''انسان کا نجات دہندہ'' بھی لکھا۔

لوئی پاسچر نے بہت سادہ زندگی بسر کی۔ وہ بہت نیک دل انسان تھا۔ 28/ستمبر 1895ء کو اُس نے 72 سال کی عمر میں وفات پائی۔

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا مئی 2010ء میں مکرم رشید ندیم صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

اُسی کے دَم سے یہ برگِ ثنا مہکتا ہے
کچھ اس طرح سے وہ دستِ دعا مہکتا ہے
جو گھر سے پاؤں میں ہجرت پہن کے نکلا تھا
اب اُس کے واسطے ہر راستہ مہکتا ہے
وہ آپ اپنے مسیحا نفس کو چُنتا ہے
پھر اُس کی ذات کا غارِ حرا مہکتا ہے
انہیں بتاؤ شہیدوں کا خون زندہ ہے
اور اُن کے خون سے دشتِ وفا مہکتا ہے
ندیمؔ پھول کھلا تھا جو اِک صدی پہلے
وہ پھول اب بھی بفضلِ خدا مہکتا ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
March 28, 2014 – April 3, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday March 28, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Qur'an: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
01:15	Jalsa Salana Germany 2013: Recorded on June 29, 2013.
02:00	Japanese Service
02:15	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on April 2, 1997.
03:20	Hijrat
03:55	Shotter Shondhane: A repeat of a live interactive discussion programme in Bengali.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Qur'an
06:55	Huzoor's Tour Of Germany: Recorded on June 29, 2013.
07:30	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:45	Tilawat & Seerat-un-Nabi
12:30	Dars-e-Hadith
13:00	Live Friday Sermon
14:15	Yassarnal Qur'an
14:35	Live Shotter Shondhane
16:40	Friday Sermon [R]
18:00	World News
18:25	Huzoor's Tour Of Germany [R]
18:55	Islami Mahino Ka Ta'aruf
19:15	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:20	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday March 29, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Tour Of Germany: Recorded on June 29, 2013.
01:45	Islami Mahino Ka Ta'aruf
02:10	Friday Sermon: Recorded on March 28, 2014.
03:20	Rah-e-Huda
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 63.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al-Tarteel: A programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
07:00	Waqfe Nau Ijtema 2012: Recorded on May 5, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
08:55	Question And Answer Session: Recorded on December 8, 1996.
09:50	Indonesian Service
10:50	Friday Sermon: Recorded on March 28, 2014
12:05	Tilawat
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Live Shotter Shondhane
16:05	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:30	Waqfe Nau Ijtema 2012 [R]
19:30	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:35	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday March 30, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al-Tarteel
01:30	Waqfe Nau Ijtema 2012: Recorded on May 5, 2012.
02:25	Story Time
02:45	Friday Sermon: Recorded on March 28, 2014.
03:55	Shotter Shondhane
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013 in Japan.
07:55	Faith Matters
09:00	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on November 23, 2012.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
12:55	Friday Sermon: Recorded on March 28, 2014.
14:00	Live Shotter Shondhane
16:15	Aadab-e-Zindagi
17:00	Kids Time
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:30	Huzoor's Mulaqat With Students [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:40	Roots To Branches
21:00	MTA Variety
22:00	Friday Sermon [R]
23:15	Question And Answer Session [R]

Monday March 31, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:05	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013 in Japan.
02:10	Roots To Branches
02:30	Friday Sermon: Recorded on March 28, 2014.
03:45	Real Talk
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 65.
06:00	Tilawat & Seerat-un-Nabi
06:30	Al-Tarteel
06:55	Huzoor's Reception In Singapore: Recorded on September 26, 2013.
07:55	International Jama'at News
08:30	Medical Matters
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on February 9, 1998.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on January 10, 2014.
11:00	Jalsa Salana Speeches
11:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
12:00	Tilawat & Seerat-un-Nabi
12:35	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 6, 2008.
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Jalsa Salana Speeches
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Huzoor's Reception In Singapore [R]
19:20	Real Talk
20:25	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon [R]
22:55	Jalsa Salana Speeches
23:30	Aadab-e-Zindagi

Tuesday April 1, 2014

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:35	Al-Tarteel
01:00	Seerat-un-Nabi
01:20	Huzoor's Reception In Singapore: Recorded on September 26, 2013.
02:20	Kids Time
02:55	Friday Sermon: Recorded on June 6, 2008.
03:50	Medical Matters: A series of health programmes in Urdu.
04:20	Aadab-e-Zindagi
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 66.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013 in Japan.
07:30	Noor-e-Mustafwi
08:00	Aadab-e-Zindagi
08:30	Attractions Of Australia
09:00	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on March 14, 2014.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
14:00	Shotter Shondhane
15:00	Spanish Service
15:35	Murder In The Name Of God
16:30	Aadab-e-Zindagi
17:00	Braheen-e-Ahmadiyya
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:20	Huzoor's Mulaqat With Students [R]
19:05	Noor-e-Mustafwi
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on March 14, 2014.
20:30	Attractions Of Australia
21:00	Murder In The Name Of God
22:10	Aadab-e-Zindagi
22:35	Braheen-e-Ahmadiyya
23:05	Question And Answer Session [R]

Wednesday April 2, 2014

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
01:05	Noor-e-Mustafwi
01:20	Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on November 7, 2013 in Japan.
02:05	Murder In The Name Of God
03:15	Attractions Of Australia
03:50	Braheen-e-Ahmadiyya
04:15	Aadab-e-Zindagi
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 68.
06:00	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:35	Al-Tarteel
07:00	Waqfe Nau Ijtema 2012: Recorded on May 6, 2012.
08:00	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on December 8, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
12:45	Al-Tarteel
13:15	Friday Sermon: Recorded on June 6, 2008.
14:10	Bangla Shomprochar
15:20	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
16:00	Kids Time
16:30	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Waqfe Nau Ijtema 2012 [R]
19:30	Real Talk
20:35	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
21:25	Kids Time
22:05	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday April 3, 2014

00:05	World News
00:20	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
01:00	Al-Tarteel: A programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
01:35	Waqfe Nau Ijtema 2012: Recorded on May 6, 2012.
02:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
03:05	Qur'anic Archaeology: An Urdu discussion about Islamic culture and archaeology.
03:45	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 69.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Qur'an
07:00	Huzoor's Tour Of Singapore
07:50	Beacon Of Truth
09:00	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on April 8, 1997.
10:05	Indonesian Service
11:05	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Qur'an
12:55	Beacon Of Truth
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on January 24, 2014
15:05	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:35	Hijrat
16:10	Persian Service
16:45	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:50	Yassarnal Qur'an
18:05	World News
18:30	Live Arabic Service
20:35	Hijrat
21:10	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:15	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
22:45	Yassarnal Qur'an
23:00	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 21 March , 2014 | Issue No. 12

Announcement for Admission to

Jamia Ahmadiyya UK

Jamia Ahmadiyya UK will be holding entry test and interview on 21st and 22nd July 2014 for this year's intake of students. The following conditions apply:

Qualifictions: Minimum qualifications for the candidates are six GCSE, three A-Level or equivalent with C grades or 60% marks.

Age on Entry: Maximum age of 17 years for students with GCSE or 19 years with A-Levels or equivalent qualifications.

Medical Report: The applicants MUST submit a detailed medical report from the GP with whom they have been registered.

Written Test and Interview: The applicants will take a written test and will appear before a Selection Board for interview. Only those who pass the written test will be invited for interview.

The written test and interview will be based on the recitation of the Holy Quran, the Waqfe Nau Syllabus and proficiency in reading, writing and spoken English and Urdu languages. **However, candidates will be judged for their inclination towards learning and reading the translation of the Holy Quran and the books of the Promised Messiah علیہ السلام.**

Procedure: Application will ONLY be accepted on the prescribed Admission Form available from the Jamia UK office. It must be accompanied by the following documents:

.......Application must be endorsed by the National Ameer.
.......A detailed medical report from the GP.
.......Photocopies of the GCSE or A-Level results. If the results are awaited, the candidate must include a letter from his school/ sixth Form tutor about his projected grades.
.......Copy of applicant's passport.
.......2 passport size photographs.
.......The spellings of the name must be the same as in the passport. Any change must be accompanied by the certification for that change.

LAST DATE: The application for the 2014 entry MUST arrive by **30th June 2014**. Applications received after that will not be considered.

Application should be addressed to:
THE PRINCIPAL Jamia Ahmadiyya UK
Branksome Place, Hindhead Road, Haslemere GU27 3PN

For any further help or clarification, please telephone:
+44(0)1428647170 or +44(0)1428647173 Fax: +44(0)1428647188
Jamia is open from Monday to Saturday from 8am to 2pm. Visitors are welcome ONLY by prior appointments.

مسکابے (بینن) میں احمدیہ مسجد کا افتتاح

(رپورٹ: عبدالقدوس۔ مبلغ سلسلہ بینن)

مسکابے نامی گاؤں بینن کے دارالحکومت سے 145 کلومیٹر جنوب کی طرف واقع ہے اور اس گاؤں کا قریبی شہر Ketou (کیتو) ہے جو 45 کلومیٹر مسافت پر شمال کی طرف ہے۔ اس گاؤں میں جماعتی معلّمین اور مبلغین کی تبلیغ سے جماعت کا نفوذ ہوا اور اس کے بعد کئی سال ممبران جماعت پام درخت کے پتوں سے چھت بنا کر نماز ادا کرتے رہے۔ پھر کچی مٹی کی دیواریں اور اوپر لوہے کی چادر ڈال کر مسجد بنائی گئی مگر چونکہ گاؤں بالکل جنگل میں واقع ہے اور اونچے نیچے پہاڑی علاقے کے ڈھلوانی ایریا میں تعمیر ہے اس لئے بارش کے موسم میں یہاں نماز پڑھنی

مشکل ہو جاتی ہے۔ ایک لمبے عرصہ سے مقامی جماعت کا یہ دیرینہ مطالبہ اور درخواست تھی کہ اگر مرکز ہماری مدد کرے تو یہاں پر پکی مسجد بن جائے تا ہم آسانی سے خانہ خدا میں عبادت کی حقیقی معنوں میں سعی کر سکیں۔ یہاں پر خدائے بزرگ و برتر کی چھوٹی سے غریب مگر اخلاص میں بہت آگے بڑھی ہوئی جماعت ہے۔ مالی لحاظ سے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر کوئلہ بنانا اور بارش کے سیزن میں اپنے ہاتھوں کے ساتھ بغیر کسی جانور یا مشین کی مدد کے کھیتی باڑی کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالنا ان کا ذریعۂ معاش ہے۔ اس کے باوجود جب مرکز نے مسجد کی تعمیر کی منظوری دی تو لوکل جماعت نے بھی مالی قربانی میں اور وقار عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مسجد کی چھت کی لکڑی و اینٹیں بنانے کے لئے پانی خود خرید کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ مسجد کی بھرائی کا کام وقار عمل کے ذریعہ مردوزن نے خوشی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

جس موسم میں مسجد کی تعمیر کا آغاز کرنا تھا تو تقریباً بارشوں کا سیزن شروع ہو چکا تھا اور ادھر ملک میں سیمنٹ کی شدید قلت تھی۔ کافی انتظار اور کوشش کے بعد بالآخر ہمیں سیمنٹ ملا۔ پھر جنگل میں دشوار گزار راستوں سے جو بارش کے پانی سے جل تھل تھے تعمیر کا سامان ٹرانسفر کرنا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا۔ اس طرح اللہ اللہ کر کے سامان گاؤں میں پہنچا اور پھر سنٹرل مبلغ و مقامی مربی اور احباب جماعت نے دعا کے ساتھ مسجد کی تعمیر کا کام شروع کروایا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور مقامی جماعت کی بھرپور معاونت سے دو ماہ دس دن میں مکمل مسجد تعمیر ہو گئی۔ الحمدللہ

مسجد کا حال 11 x 9 میٹر کا ہے۔ دو خوبصورت دس دس میٹر کے مینار ہیں۔ برلب سڑک ہونے کی وجہ سے تمام افراد کو دعوت حق اور بندگی کا حق ادا کرنے کی صدائیں دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مسجد کی چھت لوہے کی چادر سے بنائی گئی ہے۔ مسجد انتہائی سادہ اور پروقار ہے۔ اندازاً 130 افراد مسجد میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔

افتتاح:

مرکزی مبلغین کی ماہانہ میٹنگ کے دوران میٹنگ کے ایجنڈے کا ایک پوائنٹ افتتاح مسجد تھا چونکہ ملک کے طول و عرض میں خدا کے فضل سے مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔ جتنی مساجد مکمل تعمیر ہو چکی تھیں ان سب کا محترم امیر صاحب رانا فاروق احمد صاحب نے افتتاح کا لائحہ عمل تیار کیا اور 25 جنوری 2014ء بروز ہفتہ کا دن مسکابے گاؤں کی مسجد کو دیا گیا۔ اس طرح مسجد کے افتتاح کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ جس میں ایک بار پھر مقامی جماعت نے اعلیٰ اخلاق اور بہت بڑی قربانی کا مظاہرہ کیا اور افتتاح کے 80% اخراجات خود اٹھائے۔ پھر مقررہ تاریخ اور پروگرام کے تحت مکرم امیر صاحب اپنے وفد کے ساتھ گاؤں میں مسجد کے افتتاح کے لئے تشریف لائے۔ مرکزی وفد کی آمد پر احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر۔ اللہ اکبر کے ساتھ پروقار اور پرتپاک استقبال کیا۔ پھر تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر فرنچ اور یوروبا زبانوں میں تراجم پیش کئے گئے۔ تقریب کو آگے بڑھاتے ہوئے مقامی خدام نے قصیدہ حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار خوش الحانی سے گنگنائے اور مقامی صدر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور امیر صاحب اور تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد علاقے کے بادشاہ نے خطاب کیا جس میں انہوں نے مسجد کو آباد رکھنے کی طرف توجہ دلائی اور پہلے معلم جو اُن کے ایریا میں آئے تھے جن کے ذریعہ اس گاؤں میں احمدیت کا پیغام پہنچا تھا ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آج اگر وہ بھی ہم میں موجود ہوتے تو ان کو بھی اپنی خوشیوں کو باثمر ہوتے ہوئے دیکھ کر بہت خوشی ہوتی تھی۔

پھر وفد کے ساتھ تشریف فرما نائب امیر اول مکرم بکری مصلحو صاحب اور مکرم عطاء المنعم ملک صاحب مبلغ سلسلہ نے خطابات فرمائے اور جماعت کو نصائح فرمائیں ان کے بعد مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے واعتصمو بحبل الله جميعاً و لاتفرقوا ......الخ آیت کی تشریح فرمائی اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ دعا اور پھر نماز ظہر و عصر کے بعد مہمانوں کی ضیافت کے بعد افتتاحی تقریب کا اختتام ہوا۔ اس تقریب میں عیسائی، بت پرست اور احمدی احباب کے 160 افراد نے شرکت کی اور باہمی رواداری کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

تمام قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے تمام افراد کو حقیقی اسلام میں داخل ہونے کی توفیق دے۔ آپس میں صلح و اتفاق سے رہنے اور عبادت الٰہی کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین